

# تعمیر حیات

پندرہ روزہ

## اسلام کا سب سے بڑا معجزہ

کوئی اگر ہم سے پوچھے کہ اسلام کا سب سے بڑا معجزہ کیا ہے؟ یا دوسرے الفاظ میں اسلام کی حقانیت کی سب سے بڑی دلیل کیا ہے؟ تو میں پوری دیانت و بصیرت کے ساتھ ہوش و حواس کی سلامتی اور خدا کے سامنے جو ابدی کے احساس کے ساتھ اور ہر طرح کے دلائل و براہین، علمی و تاریخی حقائق کے چیلنجوں کی حقیقت سمجھتے ہوئے عرض کروں گا کہ اسلام کا سب سے بڑا معجزہ یہ ہے کہ اسلام آج بھی زندہ اور باقی ہے، دنیا بھر میں اس کی جو دشمنی اور مخالفت کی گئی ہے اگر اس کا نصف یا چوتھائی بلکہ دس درجہ کم بھی مخالفت کسی مذہب کی گئی ہوتی تو وہ مذہب تاریخ کے لمبوں کے نیچے دب کر فنا ہو چکا ہوتا۔

آپ کے سامنے دنیا بھر کے انسائیکلو پیڈیا ہیں، تاریخ ادیان و ملل پر کتابیں ہیں، اور اب تو انٹرنیٹ نے سچ سچ دریاؤں کو کوزوں میں بند کر کے دکھا دیا ہے، تلاش کر کے بتائیے کہ کسی مذہب کی آج تک اس درجہ دشمنی ہوئی ہے، جس قدر اسلام کی دشمنی پر لوگ کمر بستہ رہے ہیں؟

لیکن اسلام نے صلیبی عہد سے لے کر سخت سے سخت حالات میں اپنی زندگی کا ثبوت دیا ہے۔ اس پر آگ بھڑکی ہوئی ہمارے زمین کے غار میں دفن کرنے کی کوشش کی گئی، اس کے ماننے والوں کے خون سے دجلہ و فرات کا پانی سرخ کیا گیا لیکن اسلام اپنی پوری روح کے ساتھ کسی نہ کسی خطہ میں زندہ اور بیدار رہا۔ قرآن کے مفسر، حدیث کے شارح اور فقہی مسائل پر حاشیہ لکھنے والے اور قرآن کی زبان کی عظمت ظاہر کرنے والے اور ان پر دیدہ ریزی کرنے والے کم نہیں ہوئے، یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے اور آئندہ بھی جاری رہے گا۔

مولانا عبداللہ عباس ندوی

فی شمارہ -/12 Rs.

سالانہ ذر تعاون -/250

۱۰ اپریل ۲۰۱۰ء

Postal Regd. No. LW/NP/63/2009TO2011  
R. N. I. No. UP. Urd/2001/6071

Vol. No. 47 Issue No. 10

Fortnightly  
**TAMEER-E-HAYAT**  
Tagore Marg, Badshah Bagh, Lucknow-07

Ph. Off. : 0522-2740406  
Fax : 0522-2741221  
E-mail : nadwa@sancharnet.in

25-March, 2010

Mobile: 09415786548

**Mohd. Akram**  
Jewellers

Near Odeon Cinema, Lucknow

Phone: Shop. 0522-2274606  
0522-2616731

محمد اکرم جویلیئرس

New

Ph: 2266786

**Sana Jewellers**

شنا جویلیئرس

Riyaz Ahmad

Ghayas Ahmad



۳۰/۱۷ سرائے بانس، اکبری گیٹ، چوک لکھنؤ-۳

301/17, Srai Bans  
Akbari Gate, Chowk, Lucknow-3

Res: 2226177  
Akbari Gate  
2268845

Shop: 9415002532  
2613736  
3958875

سونے چاندی کی دنیا میں ۵۷ سالہ دیرینہ نام

حاجی صفی اللہ جویلیئرس  
ہمارا نیا شوروم

گڑ بڑ جھالہ کے سامنے امین آباد لکھنؤ پرودا نشو: محمد اسلم

**Haji Safiullah Jewellers**

Opp: Gadbad Jhala Aminabad, Lucknow-18

Quba Aunang  
Dama Tani And Aunang



قبا اوننگ

مینو فیکچررس

ٹیررس اوننگ - ونڈ و اوننگ = ڈوم اوننگ  
فکس اوننگ - لان اوننگ - ڈیموڈینٹ

سل کراسنگ گوری بازار - سرجنی نگر تانور روڈ - لکھنؤ

Tel: 0522-2817580 - 9335236026 - 9839095795

لکھنؤ کے قدیم مشہور و معروف مندرجہ ذیل سے تیار کردہ

حوشیوار شطریات

روحیات، عرقیات، کلر پرفیوم، کار پرفیوم، روم فریشنز،  
فلور پرفیوم، روم کباب، روح کبڈہ، عرق کباب،  
عرق کبڈہ، آگریٹی، ہیرل پروڈکٹ

ایک مہربان شریف لاکر خدمت کا موقع دیں

اظہار سن پرفیومرس

اکبری گیٹ چوک لکھنؤ  
پراجیکٹ: ۲۰۰۵، چاند بازار، حضرت علی

IZHARSON PERFUMERS

H.O. Akbari Gate, Chowk, Lucknow  
Tel: 0522-2255257 Mobile: +91-9415009102  
Branch: C-5 Jangpali Market, Hazratganj  
Lucknow 226001 U.P. INDIA Cell: 91-9415734932  
E-mail: izharsonperfumers@yahoo.com

Editor Shamsul Haq Nadwi, Printed & Published by Athar Husain  
On behalf Majlis-e-Sahafat-wa-Nashriyat at Azad Printing Press Mahboob Building Nazirabad, Lko. Ph:0522-2614685

Designed at: Mashhad Enterprises Lko. Mobile: 9839133588, 9235794786

## اس شمارے میں

### شعروادب

۲ تم نے انسان کو نور بصیرت... عامر عثمانی

### اداریہ

۳ مومن کی اصل پونجی.. شمس الحق ندوی

### چشم کشا

۵ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسینی ندویؒ مسلم پرسنل لا اور مسلم ممالک

### دفتار کار

۸ حضرت مولانا سید محمد رابع حسینی ندوی رپورٹ ناظم ندوۃ العلماء

### محسن انسانیت

۱۲ مولانا سید محمد واضح رشید حسینی ندوی محمد رسول اللہ ﷺ پیغمبر...

### تحریرکات

۱۶ مولانا سید محمد حمزہ حسینی ندوی تحریک ندوۃ العلماء اور...

### تہذیب مغرب

۱۷ مولانا سید عبداللہ حسینی ندوی خرد کا نام جنوں پر گیا..

### وفیات

۱۹ حضرت مولانا سید محمد رابع حسینی ندوی مولانا حمید الدین عاقل حسامی

### فقہ وفتاویٰ

۲۰ مفتی محمد ظفر عالم ندوی سوال و جواب

### کتاب ہدایت کی...

۲۱ خالد فیصل ندوی میت کے حقوق کی ادائیگی..

### فرض منصبی

۲۳ محمود حسن حسینی ندوی مظلوم انسانیت اور...

### خبر و نظر

۲۵ محمد جاوید اختر ندوی عالم اسلام

### مشاہدات

۲۷ معصوم مراد آبادی بورڈ کالکشن اجلاس

### رپورٹ

۲۹ محمود حسن حسینی ندوی مجلس انتظامیہ ندوۃ العلماء...

### روداد چمن

۳۱ محمد جاوید اختر ندوی ایک یادگار نشست

# تعمیر حیات

جلد نمبر ۴۷ شماره نمبر ۱۱

۱۰ اپریل ۲۰۱۰ء مطابق ۲۳ ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ

### زیر سرپرستی

حضرت مولانا سید محمد رابع حسینی ندوی  
(ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ)

پروفیسر وحی احمد صدیقی

(مستمد مال ندوۃ العلماء لکھنؤ)

### زیر نگرانی

مولانا محمد حمزہ حسینی ندوی  
(ناظر عام ندوۃ العلماء لکھنؤ)

### مدیر مسئول

شمس الحق ندوی

### نائب مدیر

محمود حسن حسینی ندوی

### مجلس مشاورت

• مولانا عبداللہ حسینی ندوی • مولانا محمد خالد ندوی غازی پوری

• امین الدین شجاع الدین

سالانہ زرتعاون ۲۵۰۰ فی شماره ۱۲

ایشیائی، یورپی، افریقی و امریکی ممالک کے لئے۔ ۵۰۰ روپے

ذرائع تعمیر حیات کے نام سے بنائیں اور دفتر تعمیر حیات ندوۃ العلماء لکھنؤ کے پتہ پر روانہ کریں۔ چیک سے بھیجی جائے والی رقم قابل قبول نہ ہوگی۔ اس میں ادارہ کا نقصان ہوتا ہے۔ براہ کرم اس کا خیال رکھیں۔

### ترسیل زر اور خط و کتابت کا پتہ

Tameer-e-Hayat  
P.O.Box No.93 Tagormarg, Badshah Bagh, Lucknow-7  
E-mail: nadwa@sancharnet.in Ph: (0522) 2740406  
مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا تعلق ہونا ضروری نہیں ہے

آپ کے قریبی ہمسایوں کے لیے اگر کوئی کپی ہے تو ہمیں کوآپ کا زرخدان تمہارا ہے۔ لہذا ہمدردی زرخدان ارسال کریں اور  
قلمی ادارہ کو بین الاقوامی نمبر ۹۱۵۰۲۴۶۸۶، اگر وہاں یا فون نمبر ہوتا ہے تو ہمیں کوآپ کے قریبی ہمسایوں کے لیے بھیجیں۔ (تعمیر حیات)

پرنٹر پبلشر اطہر حسین نے آزاد پرنٹنگ پریس، نظیر آباد، لکھنؤ سے طبع کرا کے دفتر تعمیر حیات  
مجلس صحافت و نشریات ٹیکور مارگ، بادشاہ باغ لکھنؤ سے شائع کیا۔

جدید دلکش موٹے، چاندی کے زیورات کیلئے ہمارے شوروم

# گہنا پیلیس

میں آپ کا خیر مقدم ہے



GEHNA  
PALACE

Whenever you see  
Jewellery  
Think of us

حاجی سید معروف خاں، حاجی محمد معروف خاں، محمد فاروق خاں (چاند)

ایک مینارہ مسجد کے سامنے، اکبری گیٹ، چوک، لکھنؤ

Phone : 0522-2260433, Mobile : 9415024686

## تم نے انساں کو نورِ بصیرت دیا، ذوقِ عبرت دیا، حسنِ سیرت دیا

عمر عثمانی

چاند، سورج، ستارے زمیں آسماں، حشر تک بھول سکتے نہیں یہ سماں

جب اندھیروں کے پرہول طوفان سے، ایک تنہا دیا برسرِ جنگ تھا

پہلے پہلے تو ان سب کو آئی ہنسی، پھر تحیر ہوا دم بخود رہ گئے

دیکھتے دیکھتے شرق سے غرب تک، نور ہی نور تھا، رنگ ہی رنگ تھا

اس طرف ایک شیشہ تھا نازک بدن، اپنے ماتھے پر گردِ تیشی لئے

اس طرف ایک لشکرِ زرہ پوش تھا، ہر زرہ پوش کے ہاتھ میں سنگ تھا

پھر ہوا یوں کہ زرہوں کے ٹکڑے اڑے، سنگ شیشے سے ٹکرا کے شق ہو گئے

آب و گل کو تعجب تھا یہ کیا ہوا؟ برق حیران تھی آسماں دنگ تھا

پھول کھلتے گئے، دیپ جلتے گئے، سنگ و فولاد و آہن پکھلتے گئے

ایک درویش کے سازِ توحید میں کیسی تاثیر تھی، کیا آہنگ تھا

سننے والوں کی کایا پلٹ ہو گئی، دفعتاً کیا سے کیا بن گیا آدمی

اس پہ جن و ملک رشک کرنے لگے، جو خود اپنے لیے باعثِ ننگ تھا

تم نے انساں کو نورِ بصیرت دیا، ذوقِ عبرت دیا، حسنِ سیرت دیا

تم جو آئے تو دنیا کے دن پھر گئے، تم سے پہلے یہاں کا عجب رنگ تھا

کتنے بے جان معبود کتنے خدا، وہم کی کارگاہوں میں ڈھالے گئے

عقل کس درجہ مفلوج و بیمار تھی، فکر کا دائرہ کس قدر تنگ تھا

☆☆☆☆☆

## مومن کی اصل پونجی عقیدہ و عمل کی سلامتی

شمس الحق ندوی

اقوامِ عالم کی غیر معمولی ترقی اور آرام و راحت کا سامان، نئے نئے فیشن، اور اسی کے ساتھ ہر طرح کی آزادی و بے باکی، مال و جائیداد کے بڑھانے کی غیر معمولی حرص و لالچ، ایک دوسرے پر برتری حاصل کرنے اور آگے نکل جانے کا جذبہ اور ہوس ہی وہ نہ رہے جس کے نشہ نے ہمیشہ اکثر انسانوں کو اس حقیقت سے غافل بلکہ اس کے انکار پر آمادہ کیا ہے کہ اس دنیا کے نظام کو چلانے والی کوئی ایسی زبردست ذات موجود ہے جو اپنی حکمت کے تحت قوموں کو بڑھاتی اور قوت و اقتدار دے کر جاگتی اور پکھتی ہے کہ وہ اپنی قوت و ترقی کے نشہ میں ظلم و زیادتی اور اپنے سے کمزوروں کو ذلت و رسوائی کے کس درجہ تک پہنچاتی ہے اور جانوروں سے بھی بدتر معاملہ کرتی ہے۔

پھر وہ ذات اس ظالم قوم کو اس طرح گرائی اور ذلیل کرتی ہے کہ وہی لوگ جو اس کے ظلم کی آگ میں جل اور تپ رہے تھے اس پر اس طرح غالب آجاتے ہیں کہ سر اٹھانا دشوار ہو جاتا ہے، اور کل جن کے ساتھ سب کچھ کر گزرتے تھے آج انہیں کے رحم و کرم پر زندگی گزارتے ہیں نہ کوئی جائے پناہ ہوتی ہے نہ شرم و حشمت سے آزادی و چھٹکارا، دنیا کی تاریخ میں یہ بات برابر دہرائی جاتی رہی ہے اور ہمارے آج کے دور میں تو یہ اتھل پھٹل بہت جلد جلد ہوتی رہتی ہے مزید برآں دوسری بلائیں سیلاب و زلزلہ، وبائی امراض، باہمی مارکٹ کا دنیا میں جو عذاب نازل ہوتا رہتا ہے اس کا مقصد خداوندی یہی ہوتا ہے کہ انسان جاگے اور ہوشیار ہو، فطرتِ سلیم ایسے موقعوں پر راہِ ہدایت پا جاتی ہے لیکن ایسے خدا فراموش و خود فراموش لوگ جن کا اوپر ذکر ہوا وہ الٹا اثر لیتے ہیں، ان کی شقاوت و قساوت کے سامنے یہ سب کچھ بے اثر ثابت ہوتا ہے، ہر تازہ نشانِ غیبی، ہر نئی پریشانی، ہر نیا عذابِ خداوندی فطرتِ سلیم سے بغاوت اور اس سے دوری ہی پر آمادہ کرتا جاتا ہے۔

انسانوں کا وہ گروہ جو غفلت و ہوش میں لانے والی غیبی آفتوں اور بلاؤں کے بعد بھی نہیں سمجھتا اور اس عالمِ فانی کی بھول بھلیوں میں پڑا رہتا ہے، اس کو ذلیل ملتی ہے اور بظاہر کامیابی دکھائی دیتی ہے لیکن وہ بھی ایک طرح کا عذاب ہی ہوتا ہے۔

خالقِ عالم فرماتا ہے: "مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ" (ہود: ۱۴)

”جو لوگ دنیا کی زندگی اور اس کی زیب و زینت کے طالب ہوں، ہم ان کے اعمال کا بدلہ انہیں دنیا ہی میں دے دیتے ہیں اور اس میں ان کی حق تلفی نہیں کی جاتی۔“ اس لیے کسی بندہ مومن کو منکرینِ خدا کی ترقیوں کو دیکھ کر ہرگز یہ دھوکہ نہ کھانا چاہئے کہ اگر یہ لوگ خدا کے ناپسندیدہ بندے ہیں تو ان کو یہ عزت و ترقی کیوں حاصل ہو رہی ہے لہذا ترقی کے لیے ہم بھی انہیں کی راہ اپنائیں، یہ شیطان کا بہت بڑا فریب ہے جس نے بارگاہِ الہی سے مردود ہونے کے بعد کہا کہ چونکہ ہم آدم کی وجہ سے راندہ درگاہ ہوئے ہیں اس لیے ان کو دنیا کا سبز باغ یا نقد لذت کا لالچ دے کر جہنم میں لے جائیں گے۔

آیتِ بالا میں منکرینِ خدا کی جو دنیاوی ترقی بیان کی گئی، اگلی ہی آیت میں ان کا آخرت یعنی اگلی زندگی کا برا انجام بھی بتا دیا گیا ہے۔ فرمایا:

”أُولَئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الآجِرَةِ إِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبِاطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ“ (ہود: ۱۵)

”یہ وہ لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں (آتشِ جہنم) کے سوا اور کچھ نہیں اور جو عمل انہوں نے دنیا میں کئے، سب برباد اور جو کچھ وہ کرتے رہے ضائع (بے سود رہا)۔“

بندہ مومن قرآن کریم میں سورہ بقرہ کی پہلی ہی آیت میں پڑھتا ہے:

”ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ“ (بقرہ: ۱)

”یہ کتاب (قرآن مجید) اس میں کچھ شک نہیں (کہ کلامِ خدا ہے خدا سے) ڈرنے والوں کی رہنما ہے۔“

قرآن کریم نے پیدا ہونے سے لے کر موت تک وہ تمام اصول و ضابطے اور خوب و ناخوب بیان کر دیئے ہیں جن سے انسان کو واسطہ پڑتا ہے پھر اس کا اچھا یا برا انجام بھی بتا دیا ہے۔

جو بندہ اس کتاب برحق پر جس میں کسی بھی شک و شبہ کی گنجائش نہیں، ایمان اور یقین رکھتا ہے وہ منکرین خدا کے عروج و ترقی اور عیش و عشرت کو دیکھ کر دھوکہ کھائے اس راہ کو اپنانے میں کامیابی سمجھے یہ ایسی ہی نادانی کی بات ہے جیسے کوئی شیر خوار بچہ آگ کے انگارے کو چمکتا دیکھ کر ہاتھ میں لینے اور اس سے کھینے کے لیے دوڑے اور ماں بچھٹ کر اس کو اٹھالے، ارشاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ "میں تمہاری مکر پکڑ پکڑ کر جہنم سے بچا رہا ہوں لیکن تم بھاگ بھاگ کر آگ میں چھلانگ لگا رہے ہو۔"

حدیث شریف میں ایک واقعہ بیان ہوا ہے کہ: "ایک خاتون کھانا پکا رہی تھی چھوٹا بچہ ساتھ تھا جب آگ کا شعلہ بلند ہوتا تو وہ بچے کو لے کر پیچھے ہٹ جاتی تھی کہ جل نہ جائے قریب ہی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرماتے وہ خاتون بچے کو لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا اللہ کے رسول! ایک ماں اپنے بچے کو آگ میں نہیں ڈال سکتی پھر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جہنم میں کیوں ڈالے گا جب کہ اللہ تعالیٰ ماں سے بھی زیادہ اپنے بندوں سے محبت کرتا ہے، خاتون کے سوال پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر جھکا لیا، انسانیت کے فکرو غم میں آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے پھر سراٹھایا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بندوں کو جہنم میں اس لیے ڈالے گا کہ انہوں نے ایسے مہربان آقا سے بغاوت کی۔"

لہذا بندہ مومن کو کسی دھوکہ میں نہیں آنا چاہئے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں بہت صاف صاف فرما دیا ہے کہ اس دنیا کو بہر حال فنا ہونا ہے قیامت آکر رہے گی، ہم اس کے آنے کے وقت کو کھول کر اس لیے نہیں بتاتے تاکہ دیکھیں کون کس راہ پر چلتا ہے تاکہ قیامت کے دن بندوں کے ساتھ پورا پورا انصاف ہو جب دنیا کی ساری حکومت اور قوت و طاقت کا کھیل ختم ہو چکا ہوگا فرمایا: "إِنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ أَكَادُ أُخْفِيهَا لِنُجْزِي كُلَّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعَى". (ظہ: ۱۴)

"قیامت یقیناً آنے والی ہے، میں چاہتا ہوں کہ اس (کے وقت) کو پوشیدہ رکھوں تاکہ ہر شخص جو کوشش کرے اس کا بدلہ پائے۔"

لہذا بندہ مومن جیسا کہ عرض کیا گیا قرآن کریم میں پیدائش سے لے کر موت تک کے لیے زندگی گزارنے کے جو احکام دیئے گئے ہیں اسی کی روشنی میں دنیاوی ترقیات میں بھی کوشش کرے نہ کہ بے لگام قوموں کی روش اپنا کر جو اس وقت عام ہوتا جا رہا ہے خصوصاً جدید تعلیم یافتہ طبقہ کے بہت سے وہ مسلمان جن میں جاہ و مال کی پیاس حد سے بڑھی ہوئی ہے وہ یہ باور کرنا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دین اپنا رول ادا کر چکا موجودہ حالات میں وہ دنیا کا ساتھ نہیں دے سکتا، ایسے حضرات سے اس کے سوا اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ۔

اے اہل نظر ذوق نظر خوب ہے لیکن

جو شے کی حقیقت کو نہ دیکھے وہ نظر کیا

اور پھر ایسے حضرات کے بارے میں شاعر کی زبان میں یہی کہا جائے گا کہ ع

دے اور دل ان کو جو نہ دے مجھ کو زبان اور

مومن صادق تو نیکیاں کر کے بھی خوف و امید کے عالم میں اپنے مالک سے دعا کرتا رہتا ہے: "يدعون ربهم خوفاً وطمعاً"

اور ایک مرد خدا، ولی کامل کی زبان میں یہ التجا کرتا رہتا ہے۔

خداوند! میں سر تاپا خطا ہوں

ایرہنجہ حرص و ہوا ہوں

فقیر و خاکسار و بے نوا ہوں

برا ہوں پر ترے در کا گدا ہوں

☆☆☆☆☆

# مسلم پرسنل لا اور مسلم ممالک

## چھپلی نصف صدی کے اس سلسلہ کے اقدامات کا جائزہ

● حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی

(۱) اس سلسلے میں سب سے پہلے مصر میں نئے

حالات و ضروریات کو پورا کرنے کے لیے مذہب

حنفی کے علاوہ دوسرے مذاہب سے استفادہ کا فیصلہ

کیا گیا۔ اس کی تحریک سب سے پہلے ۱۹۱۵ء میں

ہوئی اور مذاہب اربعہ کے ممتاز ترین علماء

اور نمائندوں کی ایک کمیٹی کی تشکیل عمل میں آئی اور

اس کے سپرد یہ کام کیا گیا کہ وہ احوالِ شخصیہ (پرسنل

لا) کا ایک ایسا مجموعہ قوانین مرتب کرے جس کی

بنیاد مذاہب اربعہ پر ہو، کمیٹی نے اپنا کام مکمل کر لیا،

لیکن جب اس کو علماء اور ماہرین قانون کے سامنے

لانے کا وقت آیا، تو اس کی ایسی شدت سے مخالفت

ہوئی کہ اس کو تہہ کر کے رکھ دینا مناسب معلوم ہوا،

اس کے بعد ۱۹۲۰ء میں پھر ایک کمیٹی کی تشکیل کی گئی

جس کے ارکان میں شیخ الازہر، مالکیوں کے سب

سے بڑے عالم شیخ المالکیہ، مصر کی سب سے بڑی

شرعی عدالت "المحکمة العليا الشرعية" کے

صدر، مصر کے سرکاری مفتی اعظم (مفتی الدیار

المصریة) اور دوسرے علماء تھے، اس کمیٹی کا کام

محدود تھا، اس کو صرف بعض مسائل احوالِ شخصیہ کے

بارے میں جن میں مذہب حنفی کے (جو مصر کا سرکاری

قانون تھا) پابند رہنے سے بعض دقتیں پیدا ہوتی

تھیں، قانون مرتب کرنا تھا۔ اس کمیٹی کی سفارشات

پر ۱۹۲۰ء میں قانون نمبری ۲۵ جاری ہوا وہ حسب

ذیل اصلاحات و ترمیمات پر مشتمل تھا۔

(الف) نفقہ زوجیت و عدت کو اس وقت سے

دین اور واجب الادا شمار کیا جائے گا جب سے شوہر

نے اس سے دست کشی اختیار کی خواہ اس سلسلے

میں کوئی عدالتی فیصلہ یا آپس کا سمجھوتہ نہ ہو، اسی

طرح سے اس شخص کی زوجہ کے لیے جو نفقہ دینے

سے قاصر رہا ہے طلاق طلب کرنے کی اجازت ہوگی

اور ایک مہینہ کی تاخیر کے بعد اس کو طلاق ہو جائے

گی، اسی طرح سے جس کو نفقہ دینے سے انکار ہو اس

کی زوجہ کو اور مفقود الخمر کی زوجہ کو ایسی حالت میں

بغیر کسی مہلت و تاخیر کے بعد اس کو طلاق ہو جائے گی کہ

زوج کے پاس کوئی قائم مالیت نہ ہو۔

(ب) زوجہ کو تفریق کے مطالبے کا حق ہوگا،

اگر وہ اپنے زوج میں کوئی ایسا مستقل عیب محسوس

کرے جس سے یا تو صحت یا بانی ممکن نہ ہو، یا طویل

مدت کے بعد ممکن ہو۔

(ج) مفقود الخمر میت کے حکم میں شمار کیا

جائے گا، اور یہ حکم زواج کے ساتھ محدود ہوگا،

بشرطیکہ وہ چار سال تک واپس نہ آجائے، ایسی

حالات میں زوجہ عدت پوری کرے گی جو شوہر کی

وفات پر کرتی ہے اور اس کو اس مدت کے گزر جانے

کے بعد دوسرے مرد سے شادی کرنے کا حق ہوگا۔

یہ اس قانون مذکور کی اہم ترمیمات تھیں جو تمام

تر مذہب مالکی سے ماخوذ ہیں، پھر ۱۹۲۹ء میں دوسرا

قانون نمبری ۱۵ صادر ہوا جس میں بعض جدید ترمیمات

(ج) طلاق کے کنایات سے طلاق اسی وقت

واقع ہوگی جب نیت تحقیق ہو۔

(د) ہر طلاق رجعی شمار ہوگی، سوائے اس

طلاق کے جو دور رجعی طلاقوں کے بعد واقع ہو اور اس

سے تین کا عدد پورا ہوتا ہو۔ اور سوائے اس طلاق

کے جو غلط صحیح سے پہلے دی جائے۔ اسی طرح وہ

طلاق جو مال کے ساتھ مشروط ہو (الطلاق علی

مال) اسی طرح سے طلاق کی وہ صورتیں مستثنیٰ ہوں

گی اور وہ طلاق بائن شمار ہوں گی جن کے بائن

ہونے کی اس قانون سابق نمبری ۲۵ بابت ۱۹۲۰ء

میں تصریح ہے۔

(ه) ضرر اور ناموافقت اور خصامت ہونے پر

زوجین میں تفریق جائز ہوگی۔

(و) شوہر کے ایک سال یا اس سے زائد مسلسل

مفقود الخمر رہنے پر تفریق ہو سکے گی، اسی طرح جس

مرد کو تین سال یا اس سے زائد مدت کی سزائے قید

ہو جائے اس کی زوجہ کو بھی تفریق کا حق ہوگا۔

اسی طرح سے اس قانون میں دعوائے نسب،

مطالبہ نفقہ، حق عدت و مہر، حضانت کی مدت اور

مفقود الخمر کی مدت کے بارے میں کچھ دوسرے

دفعات بھی ہیں جن کی تفصیل عالم جلیل پروفیسر

عبدالوہاب خلاف کی فاضلانہ کتاب "احکام

الاحوال الشخصية" کے صفحہ (۲۸۹-۲۹۶) سے

معلوم ہو سکتی ہے۔

(ب) ایک سے زائد طلاق انفقاً یا اشارتاً ایک

ہی واقع ہوگی۔

(ج) طلاق کے کنایات سے طلاق اسی وقت

واقع ہوگی جب نیت تحقیق ہو۔

(د) ہر طلاق رجعی شمار ہوگی، سوائے اس

طلاق کے جو دور رجعی طلاقوں کے بعد واقع ہو اور اس

سے تین کا عدد پورا ہوتا ہو۔ اور سوائے اس طلاق

کے جو غلط صحیح سے پہلے دی جائے۔ اسی طرح وہ

طلاق جو مال کے ساتھ مشروط ہو (الطلاق علی

مال) اسی طرح سے طلاق کی وہ صورتیں مستثنیٰ ہوں

گی اور وہ طلاق بائن شمار ہوں گی جن کے بائن

ہونے کی اس قانون سابق نمبری ۲۵ بابت ۱۹۲۰ء

میں تصریح ہے۔

(ه) ضرر اور ناموافقت اور خصامت ہونے پر

زوجین میں تفریق جائز ہوگی۔

(و) شوہر کے ایک سال یا اس سے زائد مسلسل

مفقود الخمر رہنے پر تفریق ہو سکے گی، اسی طرح جس

مرد کو تین سال یا اس سے زائد مدت کی سزائے قید

ہو جائے اس کی زوجہ کو بھی تفریق کا حق ہوگا۔

اسی طرح سے اس قانون میں دعوائے نسب،

مطالبہ نفقہ، حق عدت و مہر، حضانت کی مدت اور

مفقود الخمر کی مدت کے بارے میں کچھ دوسرے

دفعات بھی ہیں جن کی تفصیل عالم جلیل پروفیسر

عبدالوہاب خلاف کی فاضلانہ کتاب "احکام

الاحوال الشخصية" کے صفحہ (۲۸۹-۲۹۶) سے

معلوم ہو سکتی ہے۔

تھیں۔ زیادہ اہم ترمیمات حسب ذیل ہیں:

(الف) سکران اور مکرہ کی طلاق اور وہ طلاق

جس کو فقہ کی اصطلاح میں طلاق غیر الخمر کہتے ہیں

معتبر نہ ہوگی جب کہ اس کا مقصد کسی چیز کے کرنے یا

کسی فعل کے ترک پر مجبور کرنا ہو۔

(ب) ایک سے زائد طلاق انفقاً یا اشارتاً ایک

ہی واقع ہوگی۔

(ج) طلاق کے کنایات سے طلاق اسی وقت

واقع ہوگی جب نیت تحقیق ہو۔

(د) ہر طلاق رجعی شمار ہوگی، سوائے اس

طلاق کے جو دور رجعی طلاقوں کے بعد واقع ہو اور اس

سے تین کا عدد پورا ہوتا ہو۔ اور سوائے اس طلاق

کے جو غلط صحیح سے پہلے دی جائے۔ اسی طرح وہ

طلاق جو مال کے ساتھ مشروط ہو (الطلاق علی

مال) اسی طرح سے طلاق کی وہ صورتیں مستثنیٰ ہوں

گی اور وہ طلاق بائن شمار ہوں گی جن کے بائن

ہونے کی اس قانون سابق نمبری ۲۵ بابت ۱۹۲۰ء

میں تصریح ہے۔

(ه) ضرر اور ناموافقت اور خصامت ہونے پر

زوجین میں تفریق جائز ہوگی۔

(و) شوہر کے ایک سال یا اس سے زائد مسلسل

مفقود الخمر رہنے پر تفریق ہو سکے گی، اسی طرح جس

مرد کو تین سال یا اس سے زائد مدت کی سزائے قید

ہو جائے اس کی زوجہ کو بھی تفریق کا حق ہوگا۔

اسی طرح سے اس قانون میں دعوائے نسب،

مطالبہ نفقہ، حق عدت و مہر، حضانت کی مدت اور

مفقود الخمر کی مدت کے بارے میں کچھ دوسرے

دفعات بھی ہیں جن کی تفصیل عالم جلیل پروفیسر

عبدالوہاب خلاف کی فاضلانہ کتاب "احکام

الاحوال الشخصية" کے صفحہ (۲۸۹-۲۹۶) سے

معلوم ہو سکتی ہے۔

۱۹۳۲ء میں احکام میراث کا نیا قانون نمبر ۱ (۷۷) صادر ہوا۔ پھر ۱۹۳۶ء میں بعض احکام وقف کی تنظیم جدید کے لیے قانون (۳۸) اور قانون (۱۷) صادر ہوا جو وصیت کے تمام قوانین و احکام پر مشتمل ہے اس وقت تک مصر میں (ہمارے علم میں) پرسل لا کوئی ایسا مکمل قانون نہیں بنا جو تمام مسائل و احکام پر حاوی ہو، اس حیثیت سے یہ کام سب سے پہلے سوڈین میں ہوا۔ اور سب سے پہلے یہ قدم شام کی وزارت قانون نے اٹھایا۔

اس نے ۲۳ اکتوبر ۱۹۳۵ء میں محکمہ قانون کے ایک لائق رکن استاذ علی ططاوی کو جو اس وقت دوم دمشق کے قاضی شرعی تھے اور اب عدالت عالیہ محکمہ التعمیر کے مستشار ہیں قانون احوال شخصیہ (پرسل لا) پر نظر ثانی کرنے اور رپورٹ پیش کرنے کا کام سپرد کیا، اگلے سال ۲۳ دسمبر ۱۹۳۶ء کو وزارت قانون نے صاحب موصوف کو مصر کے قوانین اور اس کا مطالعہ کرنے کے لیے کہ مصر میں "احوال شخصیہ" اور قانون میراث و وصیت میں کیا تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں، مصر بھیجا۔ استاذ علی ططاوی نے مصر میں ایک سال رہ کر مسئلے کا مطالعہ کیا اس کے بعد اپنی سفارشات اور ریمارکس پیش کیے۔ ۲۳ جولائی ۱۹۳۹ء کو وزارت قانون نے ماہرین فن کی ایک کمیٹی مقرر کی، جو سفارشات پر غور کرے، دو سال کے بعد ۱۹۵۱ء میں اس کام کی تکمیل اور اس کو آخری قانونی شکل دینے کے لیے ایک دوسری کمیٹی کا تقرر کیا اس کمیٹی نے اپنا کام مکمل کر لیا اور احوال شخصیہ کا ایک ترمیم شدہ قانون وزارت قانون کے سامنے پیش کیا لیکن دمشق کے بہت سے علماء نے اس نئی قانونی شکل کے خلاف احتجاج کیا جس میں مذہب حنفی سے کئی جگہ عدول کیا گیا تھا، اس احتجاج و مخالفت کے نتیجے میں دو سال تک اس کا نفاذ ملتوی

رہا بالآخر ۱۷ ستمبر ۱۹۵۲ء کو اس کا اجراء ہوا اور وہ حکومت سوریه کا قانون احوال شخصیہ قرار دیا گیا۔ لبنان میں قدیم اسلامی قانون پر اب بھی عمل ہے جو ترکی سلطنت کے دور میں "حقوق العائلہ" (تیمیلی لا) کے نام سے صادر ہوا تھا جس کا تذکرہ اوپر گزر چکا ہے اس ملک میں ابھی تک کوئی نیا پرسل لا نہیں بنا، چند سال ہوئے بعض انجمنوں اور بعض حلقوں کی طرف سے پر زور طریقے پر مطالبہ کیا گیا تھا کہ احوال شخصیہ کا ایک ایسا قانون مرتب کیا جائے جس میں وحدت ہو اور جس کا ملک کے تمام فرقوں پر یکساں نفاذ ہو، لیکن مسیحی کلیسا اور علماء اسلام کے مشترک احتجاج و مخالفت کی بنا پر یہ تحریک ختم ہو گئی اور حکومت نے کوئی قدم اٹھانا مناسب نہیں سمجھا۔

عراق میں جہاں سنی اور شیعہ دو بڑے فرقے پائے جاتے ہیں۔ ۱۹۳۵ء میں وزارت قانون نے ایک قانون کا اجراء کیا تھا جس کا نام "الاحوال الشخصیہ" تھا اور اصل عراق کے قانون مدنی کا محض ایک ضمیمہ اور کھلم تھا اور وہ احوال شخصیہ سے متعلق تمام احکام پر مشتمل بھی نہیں تھا، اس میں اس کی تصریح تھی کہ شیعہ عدالتوں میں مذہب جعفری کے احکام پر عمل کیا جائے گا، یہ قانون درحقیقت اس قانون احوال شخصیہ کا اختصار تھا جس کو مرحوم قدری پاشا نے سلطنت عثمانیہ کے دور میں مرتب کیا تھا اور جو تمام مذہب حنفی سے ماخوذ ہے۔ عراق سے متعلق تفصیلات معلوم کرنے کے لیے استاذ حسین علی اعظمی کی کتاب "الاحوال الشخصیہ" کے پہلے حصے کے مقدمے کا مطالعہ مفید ہوگا۔

جہاں تک شام کا تعلق ہے جہاں سب سے زیادہ شیعہ اور ذمہ دارانہ طریقے پر نظر ثانی کا کام انجام پایا اور وہاں سب سے زیادہ مکمل و مرتب قانون احوال شخصیہ نافذ ہے۔ ان قانونی تفصیلات

و ترمیمات کے معلوم کرنے کے لیے شام کے مشہور فاضل اور دینی رہنما ڈاکٹر مصطفی السباعی پروفیسر قانون احوال شخصیہ دمشق یونیورسٹی کی فاضلانہ کتاب "شرح قانون الاحوال الشخصیہ" (۱-۲-۳) کا مطالعہ مفید ہوگا۔ مجھے اس کے اظہار میں مسرت ہے کہ اس مقالہ کی پیش تر معلومات اسی کتاب کے حصہ اول کے مقدمہ اور اپنے دوسرے فاضل دوست الاستاذ مصطفی احمد الزرقاء استاذ حقوق مدنیہ و شریعت اسلامیہ، لاکالج دمشق و سابق وزیر قانون حکومت شام، کی قابل فخر کتاب "المدخل الفقہی العام" کے حصہ اول کے مقدمہ سے ماخوذ ہیں۔

حضرات! ہندوستان کے "مسلم پرسنل لا" پر غور اور نظر ثانی کرنے کے لیے یہ ضروری تھا کہ اس کا جائزہ لے لیا جائے کہ دوسرے مسلم ممالک میں اس سلسلے میں اس وقت تک کیا کیا کام کیا گیا ہے اور کس طرز پر کیا گیا ہے۔ اگر ضرورت ہو تو ان علمی کاوشوں اور اس علمی ذخیرے سے جو ان ملکوں میں مہیا ہو گیا ہے مناسب طریقے پر فائدہ اٹھایا جائے۔ یہ بات اس لیے بھی ضروری تھی کہ خوش قسمتی سے ابھی مصر و شام میں چند اہم علمی ادارے اور دینی مرکز موجود ہیں، جہاں تک علمی شخصیتوں کا تعلق ہے مصر میں علامہ محمد ابو زہرہ کی نہایت اہم و جلیل القدر علمی شخصیت ہے جو نہ صرف اپنی وسعت نظر میں خاص امتیاز رکھتے ہیں بلکہ علمی و دینی استقامت میں بھی پایہ بلند رکھتے ہیں۔ انہوں نے متعدد مواقع پر مصر کے حدود سے تجاوز کرنے والے متحدہ دارانہ رجحانات اور شیخ الازہر کی جیسی مرکزی شخصیت کے بعض علمی آراء اور "اجتهادات" کا بڑی پامردی اور دلیری سے مقابلہ کیا۔ ان کی فاضلانہ کتاب "الاحوال الشخصیہ" ہمارے لیے خاص طور پر قابل استفادہ ہے، شام میں ڈاکٹر مصطفی السباعی، استاذ مصطفی

الزرقاء اور ڈاکٹر معروف الدوالیسی کی شخصیت بڑی نمایاں اور ممتاز ہے، ان کا وسیع علم، قدیم و جدید سے واقفیت اور دماغی توازن، ہمارے لیے مشعل راہ بن سکتا ہے، اس سلسلے میں جو بھی کام کیا جائے گا اس میں ہم اپنے ان نامور معاصر علماء کے مفید مشوروں اور مخلصانہ محنتوں سے بے نیاز نہیں ہو سکتے۔

اس علمی وسعت نظر اور وسعت قلب کے ساتھ جو ہمارا دینی فریضہ اور علماء سلف کی روایت و وراثت ہے ہم اس حقیقت کا بھی برملا اظہار کرنا چاہتے ہیں کہ ہمارے لیے کوئی مسلم ملک قطعی و کلی طور پر واجب الاتباع اور واجب التقلید نہیں اور نہ کسی ملک کے جدید رجحانات، نئے قوانین اور حکومت کے فیصلے ہمارے اوپر حجت بن سکتے ہیں، ماسوا اس بات کے کہ یہ کوئی شرعی اور فقہی دلیل نہیں، قانون اسلامی کے مآخذ اور اس کی بنیادیں کتاب و سنت، اجماع و قیاس، عالم گیر و دائمی مآخذ ہیں اور انہیں کی روشنی میں اس زمانے میں کام ہوا ہے اور آئندہ کام ہوگا اور ماسوا اس بات کے کہ ایک مسلمان پر کسی دوسرے مسلمان کا عمل یا رجحان حجت نہیں بن سکتا، حجت صرف اللہ کی کتاب، اس کے رسول کی سنت صحیحہ اور استنباط مسائل کے وہ مآخذ اور سرچشمے ہیں جن پر کسی ملک یا قوم کی اجارہ داری نہیں ہے اور امام احمد بن حنبل کی زبان سے نکلا ہوا یہ فقرہ اب بھی فضا میں گونج رہا ہے اور قیامت تک گونج رہے گا کہ "التسونی بششی من کتاب اللہ و سنتہ رسولہ حتی اقول بہ"۔

پھر اس سب کے ماسوا ہندوستان نے دینی استقامت، فکر توازن اور رسوخ فی العلم کا ایسا ثبوت دیا کہ وہ دوسرے عرب اور اسلامی ممالک کے لیے ایک قابل تقلید مثال بن گیا اور آج بھی عرب اور قدیم اسلامی ممالک کے اہل علم و اہل فکر ہندوستان کی طرف عظمت و احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں اور بہت سے مسائل میں اس سے دینی و علمی رہنمائی کے طالب ہوتے ہیں۔ اس لیے کسی ایسے مسئلے میں جس میں غلط تجدد، مغربی افکار و اقدار سے مرعوبیت، قانون سازی میں سطحیت و غلبت صاف جھلکتی ہو اور شرعی اصول اس کی تائید نہ کرتے ہوں، ہمارے لیے کسی بڑے سے بڑے مسلمان یا عرب ملک کا کوئی فضل یا قانون حجت نہیں بن سکتا، اگر سارا عالم

اسلام کسی غلط چیز پر اتفاق کرے اور سارے مسلمان ممالک اور وہاں کے علماء کوئی غلط فیصلہ کریں یا اپنے حدود سے تجاوز کریں تو بھی ہم ہندوستانی مسلمان، شریعت اسلامی کو اپنے سینے سے لگائے رکھتے اور خدا کے قانون کو آخری قانون سمجھتے رہنے کا فیصلہ کر چکے ہیں اور اگر خدا نخواستہ سارا عالم اسلام بھی دین و شریعت سے انحراف کرے تو بھی کسی چھوٹی سے چھوٹی اقلیت کے لیے بھی یہ انحراف حجت اور وجہ جواز نہیں ہوگا، لیکن خدا کا شکر ہے سوائے ترکی کے کہیں بھی مجموعی طور پر انحراف نہیں کیا گیا ہے۔ تیونس اور پاکستان میں البتہ بعض ایسی تبدیلیاں زیر بحث ہیں جو بڑے دور رس نتائج و اثرات رکھتی ہیں اور ان میں سے بعض نصوص صریحہ اور اجماع و قوا تر کے خلاف ہیں اس لیے اس سلسلے میں ہندوستانی مسلمانوں کے لیے مسلم ممالک کا نام بار بار لینا بے سود اور بے عمل ہے اور ہم اس ذہنیت کو بہت غلط سمجھتے ہیں کہ ان ممالک کا نام لے کر ہندوستان میں اصلاح قانون شخصی اور تجدید کی دعوت دی جائے۔

دوسرے ہم پوری قوت کے ساتھ اس بات کو بھی واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ یہ کام ماہرین فن اصحاب اختصاص اور ان علمائے کرام کا ہے جو ہر قسم کے دباؤ اور نفوذ سے آزاد ہیں، اور ہر غلط رجحان اور خام خیالی سے محفوظ ہیں۔ یہ کام خالص علمی انداز پر آزادانہ فضا میں اور پورے اخلاص، بنیادگی و گہرائی، غور و فکر، مشورے و تعاون کے ساتھ ہونا چاہئے۔ درحقیقت اس مجلس کا انعقاد اسی راہ کا پہلا قدم ہے، خدا ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنی علمی و دینی ذمہ داریاں اچھے طریقے پر ادا کریں اور قبل اس کے کہ یہ کام غلط طریقے پر ہو ہم صحیح طریقے پر انجام دینے کی توفیق پائیں۔

☆☆☆☆

## رپورٹ ناظم ندوة العلماء

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

۱۵ ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۲ مارچ ۲۰۱۰ء کو منعقدہ مجلس انتظامیہ کے جلسہ میں پیش کردہ حضرت ناظم ندوة العلماء کی رپورٹ کا وہ حصہ جو مدارس اسلامیہ بالخصوص ندوة العلماء اور اس کے دارالعلوم سے متعلق تھا، پچھلے شمارہ میں مدیہ قارئین کیا جا چکا ہے، ذیل میں وہ حصہ شائع کیا جا رہا ہے جس کا تعلق خاص طور پر ندوة العلماء کی تعلیمی، تربیتی، دعوتی اور ملی سرگرمیوں سے ہے۔ (ادارہ)

حضرات! ندوة العلماء کی مجلس انتظامیہ کی گزشتہ سالانہ مشاورتی نشست پر اس کی سالانہ مقررہ مدت کے پورا ہونے پر آج ہم پھر اکٹھا ہوئے ہیں تاکہ مجلس انتظامیہ کی گزشتہ سال کی نشست کے بعد سے آج کی نشست تک کی مدت میں ندوة العلماء کے تعلیمی شعبہ اور دیگر مختلف شعبوں میں جو کام انجام پایا ہے اس سے واقفیت حاصل کریں اور کام کی بہتری کے لیے قابل مشورہ امور کے سلسلہ میں مشورہ کریں، ہم اولاً اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ ندوة العلماء کی کارکردگی کا یہ سال بھی عمومی طور پر سالانہ سابقہ کی طرح اچھا گزارا، بلکہ پہلے سے جاری کام میں مزید اضافہ ہوا۔

### دارالعلوم نخوة العلماء

ندوة العلماء اپنے کاموں کے لحاظ سے ایک بڑی انجمن کی حیثیت رکھتا ہے، وہ اس طرح مختلف تعلیمی، تربیتی اور اصلاحی شعبوں اور اداروں کا جامع ہے، اس کا بڑا شعبہ تعلیمی شعبہ ہے جو دارالعلوم کہلاتا ہے اور ندوة العلماء کے تحت کام کرتا ہے، دارالعلوم نے اپنے تعلیمی

مقرر کئے، ایک کلبہ الشریعة واصول الدین، دوسرا کلبہ اللغة العربية وادابها، اور تیسرا کلبہ الدعوة والاعلام والفسکر الاسلامی، پھر تعلیم کے اس اعلیٰ مرحلہ یعنی فضیلت و تخصص سے فارغ ہونے والوں میں جو زیادہ ذی استعداد فارغین ہوں، ان کو لیسرچ اور علمی تحقیق و مطالعہ کے لئے منتخب کیا جاتا ہے، اور ان کو کویت و طیفہ دیا جاتا ہے، وہ تحقیق و وسعت علمی کے لئے کام کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ان میں سے چند کو تدریسی صلاحیت کے لئے بھی تیار کیا جاتا ہے، ان منتخب فارغ التحصیل طلبہ کے لئے جو شعبے قائم کئے گئے، ان میں سے ایک تو المعهد العالی للقضاء والافتاء ہے، دوسرا

المجمع العلمی لدراسات علوم القرآن والسنة ہے، اور تیسرا شعبہ صحافت ولسانیت ہے۔ اسی کے ساتھ دارالعلوم کے طلباء کے لئے کمپیوٹر اور انٹرنٹ کی تربیت کے لئے بھی علاحدہ سے انتظام کیا گیا ہے، اس کو جو طلبہ چاہیں وہ تعلیم کے مقررہ اوقات سے خارج اوقات میں حاصل کرتے ہیں۔

اس وقت دارالعلوم میں ۲۸۴۰ طلبہ ثانوی درجات سے لیکر اعلیٰ درجات تک تعلیم حاصل کر رہے ہیں، اس کے علاوہ دارالعلوم ندوة العلماء کی کئی شاخیں شہر میں ہیں، جن میں ثانوی اور ثانوی سے اوپر کے درجات کی تعلیم ہوتی ہے، ان کے علاوہ دارالعلوم میں ایک مستقل شعبہ حفظ قرآن کا ہے جس کے طلبہ کی تعداد علاحدہ ہے۔

دارالعلوم ندوة العلماء میں ملک کے طلبہ کے علاوہ متعدد بیرونی ملکوں کے طلبہ بھی تعلیم کے لئے آتے ہیں، اور اب بھی ان کی ایک تعداد تعلیم حاصل کر رہی ہے، یہاں سے تعلیم حاصل کر کے جانے والوں نے اپنے اپنے ملکوں میں دارالعلوم ہی کے طرز پر ادارے قائم کئے ہیں، خاص طور پر بنگلہ دیش، نیپال، تھائی لینڈ اور ملائیشیا میں، جس کی بنا پر وہاں دارالعلوم کے طرز پر ادارے قائم ہیں۔

ندوة العلماء کے شعبہ دارالعلوم کے علاوہ ملت کے متعدد علمی و تربیتی مقاصد کو پورا کرنے کے لئے جو دیگر مختلف شعبے قائم ہیں ان کا مختصر تذکرہ حسب ذیل ہے:-

### شعبہ قضاء و افتاء

دارالعلوم کے کلبہ الشریعة واصول الدین کے تحت المعهد العالی للقضاء والافتاء کے تحت تین مستقل شعبے ہیں (۱) شعبہ دارالقضاء (۲) شعبہ دارالافتاء (۳) شعبہ تدریب افتاء، یہ تینوں شعبے الحمد للہ اچھی طرح اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

دارالقضاء میں اب تک اندراج ہونے والے مقدمات کی تعداد (۶۲۳) ہے۔ سال رواں اندراج ہونے والے مقدمات کی تعداد (۲۲) ہے، سال رواں فیصل ہونے والے یا خارج ہونے والے مقدمات کی تعداد (۱۰) ہے۔ فی الحال جاری (زیر کارروائی) مقدمات کی تعداد (۲۲) ہے۔

دارالافتاء میں اب تک اندراج ہونے والے استفتاءات کی تعداد (۲۷۹۵۷) ہے، اس سال (۹۶۹) استفتاءات کا اندراج ہوا ہے۔

شعبہ تدریب افتاء میں مزید ایک سال کی توسیع کی گئی ہے، سال اول اور سال دوم میں تین تین طلبہ کا داخلہ منظور کیا گیا ہے، نیز ان طلبہ کے لئے جزوی تبدیلی کے بعد نیا نصاب بھی متعین کی گیا ہے۔

### توقیت ہفتوی

دارالعلوم ندوة العلماء کے ذریعہ جو فتاویٰ گزشتہ سالوں میں دیئے گئے ان کو مرتب کرنے کا کام شروع کیا گیا تھا وہ کام بھی الحمد للہ جاری ہے، موجود کارڈ میں سے کتاب الایمان، کتاب العقائد، کتاب العلم، کتاب

البدعات، کتاب الفرق، کتاب الطہارۃ اور کتاب الصلاة کی کمپوزنگ ہو چکی ہے، نیز کارڈ رجسٹر میں رجسٹر نمبر ۱-۳ کی بھی کمپوزنگ مکمل ہو چکی ہے، بقیہ کی جاری

ہے۔ کتاب العقائد، کتاب البدعات اور کتاب الفرق پر مشتمل پہلی جلد طباعت کے لئے تیار ہے۔

### معهد دارالعلوم سکروری

دارالعلوم ندوة العلماء کے احاطہ میں درجات تعلیم اور طلباء کی تعداد بڑھ جانے پر اس کا ثانوی درجات کا مرحلہ شہر میں منتقل کر دیا گیا ہے جو شہر کے دیگر مدارس کی طرح علاحدہ سے کام انجام دے رہا ہے، یہ ثانوی مرحلہ شہر کے مرکزی حصہ سے ۱۲ کلومیٹر کے فاصلے پر سکروری نام کے قصبہ میں ایک وسیع جگہ مل جانے پر انجام دیا گیا، یہ معہد دارالعلوم سکروری کے نام سے موسوم ہے، اور اس میں (۵۳۵) طلبہ تعلیم حاصل کر رہے ہیں، ان کے لئے مہتمم دارالعلوم کے نائب کی حیثیت سے ناظر معہد خدمت انجام دیتا ہے۔

معهد سيدنا ابی بکر الصديق مہیت منو یہ معہد ثانوی تعلیم اور حفظ کے مدرسہ کے طور پر

خود ندوة العلماء کا قائم کردہ ہے اور ندوة العلماء ہی اس کے مصارف ادا کرتا ہے، یہاں درجہ عالیہ اولیٰ تک تعلیم ہے، یہاں کے طلبہ عالیہ اولیٰ کے بعد دارالعلوم کے درجات میں منتقل ہو جاتے ہیں، اس مدرسہ کو ایک ناظر دیکھتا اور چلاتا ہے، سال رواں طلبہ کی تعداد ۵۵۶ ہے۔

طلبہ کی بڑھتی ہوئی تعداد کی وجہ سے رہائش اور تعلیم دونوں میں دشواری تھی، الحمد للہ اہل خیر حضرات کے تعاون سے ایک طویل عمارت زیر تعمیر ہے، جس میں ۱۲ کمرے اور تین بڑے ہال تقریباً مکمل ہو چکے ہیں، ہالوں کے ایک جانب ۱۲ کمرے زیر تعمیر ہیں، عربی درجات کی تعلیم جدید عمارت میں شروع کر دی گئی ہے، طلبہ کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر مزید دارالافتاء، مہمان خانہ اور اسٹاف کوارٹرز کی ضرورت ہے۔

### دیگر متعلقہ مدارس

معہد سیدنا ابی بکر الصديق کی سطح کے کئی دیگر مدارس بھی شہر میں قائم ہیں، جو دارالعلوم کے اصول

کے مطابق کام انجام دیتے ہیں، البتہ ان کو اپنے اخراجات کا انتظام خود کرنا ہوتا ہے، ان میں اہم مدرسہ ”مدرسہ عالیہ عرفانیہ“ واقع محلہ چوک ہے، وہاں عالیہ ثانویہ تک تعلیم ہوتی ہے عالیہ ثانویہ کے طلبہ سالانہ امتحان دارالعلوم ندوة العلماء کے تحت دیتے ہیں اور آگے کی بقیہ تعلیم دارالعلوم ندوة العلماء میں مکمل کرتے ہیں، یہ مدرسہ شہر کی موثر شخصیت جناب قاری مشتاق احمد صاحب کی سرپرستی میں چل رہا ہے، اس مدرسہ کے علاوہ ایک دوسرا مدرسہ ”مظہر الاسلام“ ہے جو شہر کے محلہ بلوچ پورہ میں قائم ہے، اور اس میں عالیہ اولیٰ تک تعلیم ہوتی ہے، اور اس کے طلبہ آگے کی تعلیم کے لئے دارالعلوم منتقل ہو کر اعلیٰ تعلیم تک جاتے ہیں۔ ان دوسروں کے علاوہ بھی کئی اور مدرسے شہر کے اندر عربی درجات تک کی تعلیم کے ہیں جن کے طلبہ آخری مرحلہ کا سالانہ امتحان دارالعلوم میں دیکر آگے کی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

### مکاتب شہر

مذکورہ مدارس کے علاوہ شہر لکھنؤ میں کئی دیگر مکاتب بھی قائم کئے گئے ہیں، اور ان کا کام بھی بخوبی انجام پا رہا ہے، ان مکاتب کی مجموعی تعداد ۱۳ ہے، یہ مختلف ملکوں میں پھیلے ہوئے ہیں، اور درجہ پانچ ابتدائی تک ہیں۔ درجہ پنجم پاس کرنے کے بعد زیادہ تر بچے اور بچیاں سرکاری اسکولوں کے درجہ ششم میں داخلہ لیتے ہیں، اسی سہولت کے پیش نظر مکاتب کا تعلیمی سال ماہ جولائی سے ماہ مئی تک کر دیا گیا ہے، مختلف اوقات میں مکاتب میں ایسے پروگرام منعقد ہوتے ہیں جن سے بچوں کی تعلیمی لیاقت میں اضافہ ہو اور صلاحیت بڑھے، مکاتب میں پڑھنے والے طلبہ کی تعداد تقریباً ۱۲۰۰ ہے اور مدرسین کی تعداد ۵۳ ہے، اور سب کی تنخواہیں ندوة العلماء سے دی جاتی ہیں۔

اور مکاتب کے لئے ایک معائنہ مقرر ہے جو جا جا کر معائنہ کرتا رہتا ہے۔ مکاتب کو مزید وسیع بنانے پر پھیلائے اور جگہ جگہ قائم کرنے کا پروگرام بھی ہے جس

میں ہمارے ہمدردوں اور معاونین کے تعاون کی ضرورت ہے تاکہ دینی تعلیم کے اس پہلو کو حسب ضرورت اس کے دائرہ عمل میں لایا جاسکے۔

#### مدارس ملحقات

شہر کے اندر کے ان مدارس و مکاتب کے علاوہ ملک کے طول و عرض میں بھی ندوۃ العلماء کے مدارس ملحقہ ہیں، ان کی تعداد (۲۰۱) تک پہنچ چکی ہے۔ اس سال (۱۰) مدرسوں کا الحاق منظور ہوا اور میں (۳۰) درخواتیں زیر غور ہیں، ان میں سے متعدد ایسے بڑے مدارس ہیں جہاں عالمیت تک تعلیم ہوتی ہے، ان میں سے بعض کے متعدد ذیلی مکاتب بھی ہیں اور ان کی وسیع کارگزاری ہے۔

#### کتب خانہ علامہ شبلی نعمانی

ندوۃ العلماء کا کتب خانہ علامہ شبلی نعمانی ملک کے چند بڑے کتب خانوں میں شمار ہوتا ہے، جدید سٹیم کے مطابق اپنا نظام رکھتا ہے، اس میں اہم مخطوطات کا بھی بڑا مجموعہ ہے، کتب خانہ شبلی میں الحمد للہ مسلسل اضافہ ہو رہا ہے، خریداری کے علاوہ مختلف ذرائع سے جدید مطبوعات کی فراہمی کی کوششیں جاری ہیں، جناب اقبال ہاشم صاحب فرنگی بھلی نے ۳۸۰ کتابیں کتب خانہ کو ہدیہ کیں، جناب ڈاکٹر رکن الدین صاحب (دسواڑہ گجرات) نے ۱۲۵ کتابیں بطور ہدیہ ارسال کیں، اس کے علاوہ مختلف حضرات کے توسط سے کتب خانہ کو ۲۷ کتابیں بطور ہدیہ موصول ہوئیں، کتب خانہ کی مجموعی کتابوں کی تعداد ۱۶۵۱۵ ہے، اس سال ۳۹۰۷ نئی کتابوں کا اندراج ہوا (مستعار کتب خانوں کی کتابوں کی تعداد اس کے علاوہ ہے) جناب مولانا ابو البقاء صاحب ندوی کے توسط سے ممبئی کے ایک اہل خیر نے قدیم مطبوعات کے ڈیجیٹل کیمبر سے فونو کرائے کی ذمہ داری لی ہے اور بغیر کسی معاوضہ کے کتب خانہ کی قدیم مطبوعات کے فونو کرائے ہے ہیں، اب تک تقریباً

ایک لاکھ صفحات فونو ہو چکے ہیں اور انہیں کمپیوٹر میں محفوظ کر لیا گیا ہے۔

#### ذیلی کتب خانے

ندوۃ العلماء کے مرکزی کتب خانے کے علاوہ احاطہ دارالعلوم میں تین مزید کتب خانے ہیں، جو کتب خانہ علامہ شبلی کی شاخ کی حیثیت رکھتے ہیں، کتب خانہ کلیۃ الشریعہ و اصول الدین، کتب خانہ کلیۃ اللغۃ العربیۃ و آدابہا اور کتب خانہ کلیۃ الدعوة و الإعلام و الفکر الاسلامی بھی قائم ہیں، جن سے درسی اوقات میں اور خالی وقت میں طلباء فائدہ اٹھاتے ہیں، ان کتب خانوں میں عام مطالعہ کی اور کلیۃ کے متعلقہ موضوع سے تعلق رکھنے والے مراجع بھی ہیں۔

#### رواقوں کے دارالمطالعے

طلباء کے لئے علمی مطالعہ کو آسان اور قریبی بنانے کے لئے دارالاقاموں میں سے پانچ بڑے دارالاقاموں میں علمی و تحقیقی مطالعہ کے لئے اہم اور ضروری علمی مراجع کا بندوبست کیا گیا ہے، ان دارالمطالوں میں کتابوں کی خاصی تعداد مہیا کر دی گئی ہے، جس کی بنا پر ہر دارالاقامہ میں شام کے اوقات میں طلباء کی بہت بڑی تعداد جمع ہو جاتی ہے، اور دو تین گھنٹے انہماک اور یکسوئی کے ساتھ مطالعہ کرتی ہے۔

#### شعبہ صحافت و نشریات

شعبہ صحافت و نشریات کی طرف سے اردو میں "تعمیر حیات"، عربی میں ماہنامہ "البعث الاسلامی" اور پندرہ روزہ "السرائد"، انگریزی میں ماہنامہ "فریڈنیشن" اور ہندی میں "سچا راجی" علیحدہ علیحدہ رسائل شائع ہوتے ہیں، اور ان کو مقبولیت حاصل ہے، اور یہ شعبہ ندوۃ العلماء کے منج فکر، نظام تعلیم اور نصاب کے مطابق کتابیں اور لٹریچر بھی شائع کرتا ہے۔

#### میڈیا ویسٹ ستر

صحافت و میڈیا کو موجودہ عہد میں جو وسعت اور

اثر انگیزی حاصل ہو گئی ہے وہ اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ عوام و خواص دونوں کی زبردست ذہن سازی اور اخلاقی تشکیل کا کام انجام دینے لگی ہے، ندوۃ العلماء نے اس کی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے میڈیا ستر قائم کر رکھا ہے، جس کے ذریعہ میڈیا کے اثرات سے واقفیت حاصل کرنا اور اس میں ملت اسلامیہ کے لئے جو بات قابل فکر ہو اس کے لئے اپنے وسائل کے لحاظ سے تدارک کی کوشش کرنا ہے، اس کے لئے باقاعدہ انٹرنٹ کا استعمال کیا جاتا ہے، اور صحافت و نشریات کے شعبہ سے بھی مدد لی جاتی ہے۔

#### شعبہ دعوت و ارشاد

شعبہ دعوت و ارشاد، ندوۃ العلماء کے بنیادی مقاصد میں روزاول سے شامل ہے، اس سے منسلک فضلاء عملی و میدانی کام کی مشق کرتے ہیں اور لکھنؤ و مضامین میں حسب ضرورت دینی رہنمائی اور ضرورت پر دورے کرتے ہیں۔ حج کے موقع پر حج ہاؤس جا کر بھی اجتماعات منعقد کرتے ہیں، عامۃ المسلمین تک دین کی باتیں پہنچانے کے لئے بعض اصلاحی کتابچے بھی شائع کئے گئے، اور ہندی داں حضرات اور غیر مسلموں کے لئے سیرت رسول ﷺ کے متعلق کئی کتابچے شائع کئے گئے، اصلاح معاشرہ اور سیرت النبی کے عنوان سے مختلف جلدیں منعقد کئے گئے۔

#### شعبہ اصلاح معاشرہ

اصلاح معاشرہ کے کام کے لئے بھی شعبہ قائم ہے، جو اپنی متنوع سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہے، الحمد للہ شہر و اطراف شہر میں اجتماعی و انفرادی طور سے کتب و لٹریچر تقسیم کیا گیا، مکاتب شہر اور اطراف میں اصلاح معاشرہ کے عنوان سے پروگرام کئے گئے اور برابر یہ کام ہو رہا ہے، جس میں اخلاق حسہ اور سیرت اسلامی کے پیغام اور فکر کو عام کرنے کے ساتھ ساتھ دعوتی کام کی اہمیت اور معاشرہ میں پھیلی برائیوں، سماجی

نا انصافیوں اور رسومات و بدعات سے متعلق علماء ندوہ کے خطاب عام و خاص شامل ہیں۔

#### شعبہ تعمیر و ترقی

ندوۃ العلماء کے تعلیمی شعبہ دارالعلوم اور اس کی شاخوں اور شعبوں کے علاوہ دیگر مقاصد اور ذمہ داریوں کے لئے جن میں فراہمی مصارف کا نظام اور تعمیری کاموں کا نظام بھی ہے، ایک مستقل مرکزی شعبہ ہے، جو شعبہ تعمیر و ترقی کہلاتا ہے، یہ شعبہ تعلیمی کاموں کے علاوہ دیگر مختلف شعبوں کے نظم و انتظام کو دیکھتا اور انجام دیتا ہے، اس کا ایک ناظر بھی ہوتا ہے، جو اس شعبہ کا سربراہ ہوتا ہے۔ ندوۃ العلماء کے غیر تعلیمی شعبوں میں سے شعبہ صحافت و نشریات، شعبہ دعوت و ارشاد، میڈیا ستر، انٹرنٹ سیکشن اور کمپیوٹر لیب اس شعبہ تعمیر و ترقی کے تحت کام انجام دیتے ہیں، یہ دارالعلوم ندوۃ العلماء کے تعمیری کاموں کو بھی انجام دیتا ہے، اس سال دارالعلوم میں بڑے پیمانہ پر مرمت کا کام انجام دیا گیا۔

#### ڈاکٹر عبد العلی اسپتال

طلباء کے فوری اور ابتدائی علاج کے لئے دارالعلوم میں باقاعدہ اسپتال قائم کر دیا گیا جو ندوۃ العلماء کے سابق ناظم ڈاکٹر عبد العلی حسنی کے نام سے موسوم کرتے ہوئے دو منزلہ عمارت کی تعمیر کے ساتھ انجام پایا، اس میں شہر کے مسلمان ڈاکٹروں کی ایک تعداد تھوڑا تھوڑا وقت دیتی ہے، جس سے طلبہ کو فوری اور ابتدائی طور پر احاطہ دارالعلوم میں ہی علاج کی سہولت مہیا ہو جاتی ہے۔ اس میں وقت دینے والے ڈاکٹر ایلو پیتھک، یونانی اور ہومیو پیتھک تینوں طرز ہائے علاج کے آتے ہیں، بعض کو معاوضہ بھی دیا جاتا ہے، اور بعض اعزازی کام انجام دیتے ہیں۔

#### حلقہ پیام انسانیت

پیام انسانیت کا حلقہ بھی ندوۃ العلماء کا ہی ایک

شعبہ ہے، الحمد للہ اس کا کام بڑھتا اور پھیلتا جا رہا ہے، ملک کے مختلف علاقوں سے تقاضے آرہے ہیں، لٹریچر کی مانگ اتنی بڑھی کہ فراہمی مشکل ہو رہی ہے، اس شعبہ کے تحت سال رواں متعدد کام ہوئے، انگریزی و ہندی میں پمفلٹ تیار کئے گئے، بڑی تعداد میں سرکاری عہدیداران، اہل سیاست، میڈیا کے لوگوں، وکلاء اور پولیس کی خدمت میں کتابچے ارسال کئے گئے، کالج و اسکولوں میں جا کر طلباء اور مختلف شہروں میں جا کر لوگوں سے ملاقاتیں کی گئیں، مختلف شہروں میں بک اسٹال لگائے گئے، اردو زبان میں پانچ، ہندی زبان میں ۹ اور انگریزی زبان میں چھ کتابچے شائع کئے گئے، اس سال بھی کارنر میٹنگیں کی گئیں جس میں خاصی تعداد میں غیر مسلموں نے شرکت کی اور اچھے تاثرات کا اظہار کیا، اسپتالوں میں مریضوں کے لئے دوائیں اور پھل تقسیم کئے گئے اور سیلاب سے متاثرین میں کھل اور دیگر ضروریات کے سامان تقسیم کئے گئے۔

#### دایرہ ادب اسلامی عالمی

رابطہ ادب اسلامی عالمی اگرچہ ندوۃ العلماء کا باقاعدہ شعبہ نہیں ہے، لیکن سابق ناظم ندوۃ العلماء حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے رابطہ کا صدر ہونے کی وجہ سے اس کا دفتر ندوۃ العلماء میں قائم کیا گیا جو اب تک برقرار ہے، اور سیمیناروں، کانفرنسوں، ملاقاتوں اور کتب و رسائل کے ذریعہ ادبی خدمات انجام دے رہا ہے، اور ایک سماجی علمی و ادبی رسالہ "کاروان ادب" بھی شائع کرتا ہے۔

#### مجلس تحقیقات و نشریات اسلام

ندوۃ العلماء ہی سے ربط رکھنے والا ایک ادارہ مجلس تحقیقات و نشریات اسلام ہے، جو تحقیق و اشاعت کا کام بلند معیار سے انجام دے رہا ہے، اور اب تک ۳۲۸

کتابوں کی اشاعت کر چکا ہے، جن میں متعدد کتابیں غیر معمولی سطح کی ہیں۔ اس اکیڈمی کو سابق ناظم ندوۃ العلماء حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسلامی فکر کی ترویج و اشاعت اور اسلام مخالف فکر کے مقابلہ کے لئے ۱۹۵۹ء میں قائم کیا تھا، اور اس کے تحت تصنیف و تحقیق اسلامی کا گراں قدر کام انجام دیا گیا، جس میں خود حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی مؤثر اور فکر انگیز تصنیفات کا بڑا حصہ ہے۔

#### آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

چونکہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی صدارت کی ذمہ داری کچھ عرصہ سے ناظم ندوۃ العلماء کے اوپر ہی ہے، اس لئے اس کے دہلی کے مرکزی دفتر کے ساتھ ساتھ اس کا کیمپ آفس ندوۃ العلماء میں رکھا گیا، اس طرح بورڈ کی سرگرمیاں بھی ندوۃ العلماء کے ذریعہ انجام دی جاتی رہی ہیں، اور ندوۃ العلماء ان میں تعاون کرتا ہے۔

#### آخر میں ندوۃ العلماء کے ان وسیع الاطراف

کاموں میں ان حضرات کی فکر و محنت کے لئے قدر دانی پیش کرتا ہوں جنہوں نے مذکورہ مختلف کاموں میں حصہ لیا جن میں خاص طور پر قابل ذکر مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی صاحب (مستند تعلیم ندوۃ العلماء) پروفیسر وحسی احمد صدیقی صاحب (مستند مال ندوۃ العلماء) مولانا سعید الرحمن اعظمی ندوی صاحب (مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء) اور ناظر عام مولانا سید محمد حمزہ حسنی ندوی صاحب ہیں ان کے علاوہ نائب مہتمم مفتی محمد ظہور ندوی صاحب اور شہر کے بعض اہل علم حضرات ہیں جو اپنے دینی جذبہ کی بنا پر متعدد کاموں میں تعاون دیتے ہیں، ان سب کے ہم شکر گزار ہیں۔

☆☆☆☆☆

## محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - پیغمبر علم و ہدایت

ترجمہ: محمد وثیق ندوی

تحریر: مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی

یہ تھا حال بخت محمدی کے وقت آج کی تمدن دنیا کا، جو صدیوں تک جہالت و ناخواندگی کے گھناؤپ اندھیروں میں ٹانک ٹوٹیاں مارتی رہی، نبی امی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد علم کی روشنی پھیلنے شروع ہوئی، اسی نبی امی نے علم کو ایسا عز و وقار اور علماء کی ایسی قدر و منزلت بڑھائی کہ کہیں اور اس کی کوئی نظیر نہیں ملتی، حصول علم پر نبی امی نے بڑا زور دیا ہے اور اس کی بار بار تاکید فرمائی ہے، اور خود قرآن کریم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ترقی علم کی تلقین کی ہے: ﴿وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا﴾ (طہ: ۱۱۴) ”آپ کہیں کہ اے میرے رب بڑھا دے میرے علم کو“ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی دعائی، ”اللهم اني اسئلك علماً نافعاً، ورزقاً طيباً، وعملاً متقبلاً“ (اے اللہ! میں تجھ سے علم نافع، پاکیزہ رزق اور قبول ہونے والے عمل کا طلب گار ہوں)۔

نبی امی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی پہلی وحی کا آغاز لفظ اقرا (پڑھ) اور علم سے ہوا: ”پڑھئے اپنے رب کے نام سے جس نے کائنات کو پیدا کیا، جس نے آدمی کو گوشت کے ٹوکڑے سے پیدا کیا، پڑھئے آپ کا رب بہت کریم ہے، وہ جس نے انسان کو قلم کے ذریعہ علم سکھایا، وہ جس نے انسان کو وہ باتیں سکھائیں جو اسے معلوم نہ تھیں“۔ (اقرا: ۱-۵) اس وحی میں قلم کو علم کا عظیم وسیلہ قرار دیا گیا، جس سے علم کا تاریخی سفر وابستہ ہے، اور جس سے تصنیف و تالیف کی عالمگیر تحریر جاری ہوئی، اور علم ایک فرد سے دوسرے فرد، ایک قوم سے دوسری قوم، ایک زمانہ سے

دوسرے زمانہ اور ایک نسل سے دوسری نسل تک پہنچتا رہا، دنیا میں علم کی اشاعت اور انسانی ضرورت کے مطابق اس کی عمومیت (پھیلاؤ) کا فخر اسی کو حاصل ہے، اور اس کی گردش و جنبش سے مدارس و جامعات اور علمی اداروں اور کتب خانوں کی دنیا آباد ہے۔ آپ کو معلم و مزی کہا گیا: ”وہی تو ہے جس نے ان پڑھ لوگوں میں انہی میں سے ایک پیغمبر بھیجا، جو ان کو اللہ کی آیتیں پڑھ کر سنانا ہے، اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی باتیں سکھاتا ہے دراصل حالیکہ یہ لوگ پہلے سے کھلی ہوئی گمراہی میں تھے“ (جمہ: ۲)۔ حدیث شریف میں وارد ہے: ”ادبہنی ربی فاحسن تادیبہ“ ایک دوسری روایت میں ہے: ”بعثت منعماً لمكارم الاخلاق“ مجھے مکرم اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہے، آپ کے نمایاں اوصاف میں معلم علم، ناشر علم، اور مزی ہے، یہ ایک حسین امتزاج ہے، جو انسان کا معیار زندگی بلند کرتا ہے، اور دیگر انسانوں کے ساتھ حسن سلوک اور مثالی زندگی کی تعمیر میں مدد و معاون ہوتا ہے۔

تعلیم و تعلم اور لکھنے پڑھنے کا آغاز بخت محمدی سے ہوا، اس سے پہلے ادیان و مذاہب میں کسب علم اور تعلیم پر پابندیاں عائد تھیں، بلکہ فکر و تدبر اور کتاب مقدس کے علاوہ دیگر کتابوں پر پابندی تھی، اسلام نے تعلیم و تعلم کے دروازے کھولے، جیسا کہ پہلی وحی سے معلوم ہوتا ہے، جس میں علم کے بعد اس کے وسیلہ قلم کا تذکرہ ہے، قرآن کریم میں جگہ جگہ فکر، تدبر، شعور و آگہی، علم، عقل، فقہ، تفکر اور تدبر بنی خلق اللہ کے الفاظ آئے ہیں، لہذا اسلام نے ایک نئے عہد کا آغاز کیا، انسانیت کو تاریکی سے نکال کر روشنی کی طرف لایا، اور مذہبی پیشواؤں کے ظلم و زیادتی سے نکال کر جنہوں نے تعلیم و تعلم سے لوگوں کو محروم کر رکھا تھا، اور اباب علم کو تختہ دار پر چڑھا دیا تھا، حصول علم کی آزادی عطا کی۔ اسلام نے پہلا مدرسہ ہجرت سے پہلے دارالارقم میں کھولا، اور پھر ہجرت کے بعد مدینہ میں مسجد نبوی میں قائم کیا، غزوہ بدر میں قریش کے جو افراد گرفتار کئے گئے، ان کا زرفدیہ تعلیم مقرر ہوا کہ وہ مسلمانوں کو لکھنا پڑھنا سکھائیں، عہد نبوی کے بعد خلفاء اور مسلم سلاطین و امراء نے اس روش کو باقی رکھا، جگہ جگہ مساجد کے ساتھ ساتھ مدارس قائم کئے، لہذا نماز سے فراغت کے بعد مسجدیں مدرسوں میں تبدیل ہو جاتیں، اسلام کی اولین دانش گاہوں میں جامع قزوین، جامع عمرو بن العاص، جامع زیتونہ ہیں، اس کے بعد قاہرہ میں جامع ازہر اور اس کے بعد بغداد میں مدرسہ نظامیہ قائم کئے گئے، ان کے علاوہ اسلامی مملکت کے مختلف حصوں میں مسلم حکام اور اہل ثروت کی سرپرستی میں مدارس اور علمی و تعلیمی ادارے قائم تھے، جہاں تشنگان علم دور دراز کا سفر طے کر کے آتے اور کسب علم کرتے، اسلامی تاریخ میں سیکڑوں مثالیں ملتی ہیں کہ مسلم علماء نے کسب علم کے لئے کیسی کیسی مشقتیں اور صعوبتیں برداشت کیں، مسلم حکام اور سلاطین نے علماء اور تشنگان علم کی ہمت افزائی کی، مسلمانوں نے ہر دور میں اور ہر جگہ کسب علم اور اشاعت علم کے میدان میں ایسے عظیم الشان کارنامے انجام دیئے جن کی کسی اور قوم و مذہب میں مثال نہیں ملتی، میدان تعلیم و تعلم میں مسلم علماء کے صبر و تحمل، عرق ریزی، جفاکشی، جانفشانی اور قربانیوں کی مثالیں سیر و سوانح اور تاریخ علوم و فنون میں جا بجا دیکھی جاسکتی ہیں، جن سے مسلمانوں کے علمی ذوق و شوق اور طلب علم کا

اندازہ ہوتا ہے، یہ سب نبی امی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا فیض و نتیجہ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس سے کسی چیز کے علم کا سوال کیا گیا اور اس نے چھپایا بتایا نہیں، تو ایسے شخص کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آگ کی لگام پہنائے گا۔ (ترمذی)۔

حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک فقیہ ایک ہزار عابد سے زیادہ شیطان پر بھاری پڑتا ہے۔ (ابن ماجہ)

کثیر بن قیس کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں ابو درداء رضی اللہ عنہ کے ساتھ دمشق کی ایک مسجد میں بیٹھا تھا، اتنے میں ایک شخص آیا اور کہا: اے ابو درداء! میں ایک حدیث شریف کے سلسلہ میں تمہارے پاس آیا ہوں، میری اور کوئی ضرورت نہیں ہے، مجھے معلوم ہوا کہ وہ حدیث آپ نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے، ابو درداء نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: جو علم کی تلاش و جستجو اور طلب میں کوئی راستہ طے کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اسے ایک منزل جنت سے قریب کر دیتا ہے، طالب علم کے لئے فرشتے اپنے پر بچھا دیتے ہیں، عالم کے لئے اہل آسمان، اہل زمین حتیٰ کہ پانی کے اندر مچھلیاں مغفرت و رحمت کی دعائیں کرتی ہیں، عالم عابد کے مقابلہ میں وہی حیثیت رکھتا ہے جو چودھویں کے چاند کو دیگر تاروں پر حاصل ہے، علماء انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء کرام نے دینار و درہم نہیں بلکہ یہ علم ہی میراث میں چھوڑا ہے تو جس نے اسے حاصل کیا اس نے بڑا حصہ پایا۔ (جامع ترمذی)

ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی میری فضیلت تم میں سے

ادنی انسان پر ہے۔ (ترمذی)۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علم حاصل کرو خواہ چین کا سفر کرنا پڑے، کیونکہ علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر ضروری ہے۔ (ابن عبد البر)

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حد صرف دو شخصوں پر جائز ہے، ایک وہ شخص ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا ہو اور اس نے اسے حق کے راستہ میں خرچ کیا، دوسرا وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے علم و حکمت سے نوازا ہو، اس نے خود بھی اس پر عمل کیا اور دوسروں کو سکھایا بھی۔ (ابن عبد البر)

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مؤمن عالم کو عابد پر ستر گنا فضیلت حاصل ہے۔ (ابن عبد البر)۔

علم کی اس قدر افزائی اور ترغیب کے نتیجہ میں مسلمانوں میں ایسا علمی نشاط بلکہ ایک ایسا جوش و جذبہ اور علم کے لئے فدایت و فناءیت کا دلولہ پیدا ہو گیا جس کے نتیجہ میں عالمی اور ابدی علمی تحریک نے سب سے بڑی زمانی اور مکانی مسافت طے کی، اور اس کی معنوی مسافت تو ان دونوں سے بڑھی ہوئی ہے، یہ علمائے اسلام ہی کا فیض ہے کہ آج دنیا کے بڑے بڑے مکتبات اور کتب خانے آباد ہیں، مسلم علماء، فلاسفہ اور حکمائے اسلام نے جو نادر اور بیش بہا علمی خزانے چھوڑے ہیں ان سے آج بھی طالبان علم ایک ہزار سال گزر جانے کے باوجود اپنے ذہن و دماغ کی آبیاری کر رہے ہیں، اور یہ بھی مسلمانوں کی ہی علمی قدر دانی کا فیض ہے کہ شہر تو درکنار قریہ قریہ اور گاؤں گاؤں لائبریریاں قائم ہیں۔

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی لکھتے ہیں:-

”اس کے نتیجہ میں وہ فکری سرگرمی سامنے آئی جس نے علوم و صنائع اور تہذیب انسانی کو متاثر کیا، اور اس کا اثر ساری دنیا پر پڑا، گویا ایک ایسا وسیع دریا اور دریاؤں کا کھل گیا جس سے روشنی اور تازہ ہوا آنے لگی، اور اسلام نے گویا اس قفل کو توڑ یا کھول دیا جسے آزادی اور فکری تسلیم کے دشمنوں اور قدیم مذاہب کے غلام نمائندوں نے عقل انسانی پر ڈال رکھا تھا، اور دنیا اپنی اس گہری نیند سے بیدار ہو گئی جو اس پر ہزاروں سال سے طاری تھی، اس نے اس نیند سے اپنی آنکھیں پونچھ کر اپنی فوت شدہ ترقی کی بازیافت اور راستہ کی مشکلات سے نشتے کے لئے تیزی سے آگے بڑھنا شروع کیا، اس عالمی تاثر اور متنوع تحریک کے بارے میں ایک بڑا فرانسیسی عالم (Jolivet Castelot) اپنی کتاب ”قانون تاریخ“ (Laloi L, History) میں لکھتا ہے:-

”وفات نبوی کے بعد عربوں نے بڑی تیز رفتار ترقی کی، اور اشاعت اسلام کے لئے وقت بھی سازگار تھا، اسی کے ساتھ اسلامی تہذیب نے بھی حرمت انگیز ترقی کی، اور فتوحات کے جلو میں وہ ہر جگہ فروغ پانے لگی، اور اس طرح عرب چند صدیوں تک اپنے ہاتھوں میں عقل کی مشعل اٹھائے رہے اور ان تمام علوم کی نمائندگی کی جس کا تعلق فلسفہ، فلکیات، کیمیا، طب، اور روحانی علوم سے تھا، اس طرح وہ صرف عربی معنوں ہی میں فکری رہنما اور موجد و مخترع نہیں، بلکہ اپنی علمی خدمات کے نتیجہ میں جنہیں انہوں نے بڑی عالمی دامنی سے انجام دیا، وہ اس کے بجا طور پر مستحق تھے“۔ (تہذیب و تمدن پر اسلام کے اثرات و احسانات، ص: ۱۱۵)۔

ایک مغربی مؤرخ لکھتا ہے:-

”گیارہویں صدی عیسوی میں جس وقت مغرب کے بڑے بڑے رؤساء اور جاگیرداروں کو اپنی جہالت اور ناخواندگی پر فخر و ناز تھا، اس وقت اسپین میں مسلمانوں کے قریبہ میں ایک عظیم کتب خانہ تھا، جس میں صرف

ہاتھی کی لکھی ہوئی ساٹھ ہزار کتابیں تھیں۔

رینے ماریال (Rene Mrtial) اور لائیس لکھتے ہیں۔

”بارہویں صدی عیسوی میں فرانس، جرمنی اور اٹلی میں ایک کتاب بھی لکھی گئی تھی، جبکہ دوسری طرف صرف انڈس (ایٹن) میں مسلمانوں کے پاس سترہ کتب خانے تھے جن میں بڑی قیمتی اور نادر کتابیں تھیں۔“

ایک انگریز مؤرخ لکھتا ہے۔  
”اسلامی انڈس میں اس وقت گھر گھر علم کا چرچا تھا جب کہ کئی دنیا میں بجز چند افراد کے کوئی لکھنا پڑھنا نہ جانتا تھا۔“

میکسیم پیٹی (Maxime Petit) اپنی کتاب ”تاریخ عام“ میں لکھتا ہے۔

”پرانی دنیا گیارہویں صدی عیسوی میں دو حصوں میں منقسم تھی، مغرب اور مشرق، مغرب چھوٹے چھوٹے بے حیثیت شہروں پر مشتمل تھا جہاں کسانوں کی جموں پڑیاں اور بے حکم گھرتے، قلعوں کی تعمیر کسی فنی اصول کی رعایت ملحوظ نہ رکھی گئی تھی، وہاں قتل و غارت گری کا بازار گرم تھا، رہزنی و قزاقی کے خوف سے دس قدم بھی چلنا دو بھر تھا، دوسری طرف مشرق میں قسطنطنیہ، قاہرہ، دمشق و بغداد کے عظیم الشان آبادیوں پر رونق شہر تھے، جو اپنے حسن و دلکشی اور جاذبیت و دلبرائی میں الف لیلائی دنیا کے شہر معلوم ہوتے، یہاں قیمتی پتھروں اور سنگ مرمر کے مکانات تھے، مساجد و مراکز، مدارس و خانقاہوں کی کثرت تھی، بڑے بڑے پُر رونق بازار تھے، جبکہ وسیع اور سایہ دار باغات کا انتظام تھا، نظام آب پاشی تھا، جس کی وجہ سے کھیتیاں اور باغات سرسبز و شاداب تھے، تجارت شباب پر تھی، تاجر نہایت اطمینان کے ساتھ ایٹن سے ایران تک کا سفر کرتے تھے۔“

ڈوزی (dozy) لکھتا ہے۔  
”یورپ میں لوگ جہالت کی تاریکی میں سرگرداں تھے، انہیں کہیں روشنی نظر نہیں آ رہی تھی، روشنی تو

صرف مسلمانوں کی طرف سے آ رہی تھی، علوم و فنون، ادبیات، فلسفہ، حرفت و صنعت اور زندگی کے دیگر میدانوں میں امت اسلامیہ رہبری کر رہی تھی، بغداد، سمرقند، بلخ، دمشق، قیروان، مصر، ایران، غرناطہ اور قرطبہ علم و معرفت کے عظیم مراکز تھے، مملکت اسلامیہ میں چھوٹے چھوٹے مدرسے اور مسجدیں بھی بڑے بڑے کتب خانوں سے معمور تھیں جہاں ہر شخص کو پڑھنے کی اجازت تھی، جبکہ یورپ کے مرکزی شہر دیہاتوں کی طرح تھے جہاں نہ تو علم تھا اور نہ آبادی، یورپ مادی، ادبی، تہذیبی اور علمی ہر اعتبار سے بڑا پسماندہ تھا۔“ (تاریخ المسلمین فی اسپانیا، ڈوزی)۔

جرمن مستشرق ڈاکٹر زیگرڈ ہونک اپنی کتاب ”شمس الاسلام تطلع علی الغرب“ (مغرب پر اسلام کا سورج طلوع ہو رہا ہے) میں رقمطراز ہیں۔

”چھ صدیاں پہلے پورے یورپ میں صرف بیس کے میڈیکل کالج میں ایک چھوٹی لائبریری تھی جس میں صرف ایک کتاب تھی اور وہ بھی ایک عرب مصنف کی، یہ بڑی قیمتی اور پرازمعلومات تھی، اس وقت کے سارے نصرانیوں کے بادشاہ لوگ یازدہم نے ایک مرتبہ اس کتاب کو عاریہ لیتا چاہا تو اسے بھی بطور ضمانت ایک خطیر رقم جمع کرنا پڑی، لوگ کا مقصد یہ تھا کہ اس کے پرائیوٹ معالجین اس کتاب کی ایک نقل تیار کر لیں تاکہ جب بھی بادشاہ سلامت کو عارضہ اور کوئی بیماری لاحق ہوتو اس کی طرف رجوع کیا جاسکے، یہ کتاب کیا ہے، ایک عظیم انسائیکلو پیڈیا ہے، اس میں ۹۲۱ تک کے تمام قدیم یونانی طبی علوم جمع کر دیئے گئے ہیں۔“

مزید لکھتی ہیں۔

”رازی نے میڈیکل سائنس اور طبابت کے موضوع پر جو عظیم اور عظیم کتاب تصنیف کی ہے وہ یورپ میں (۱۳۹۸-۱۸۶۶ء) چالیس مرتبہ طبع ہوئی، اس میں نغز، پتھری، مٹان، گردے اور بچوں کے امراض کے متعلق بحث کی گئی ہے، اور یہ اپنے موضوع پر جہت اور

مرح کی حیثیت رکھتی ہے۔“  
آگے لکھتی ہیں۔

”مگر ہم یہ کہیں تو اس میں کوئی تعجب اور حیرت کی بات نہیں کہ یورپ نے تقریباً تین سو سال تک صرف اور صرف عربوں کی ہی تصنیفات اور تحقیقات پر کلی اعتماد کیا ہے۔“

یہ حقیقت ہے کہ یورپ نے عربوں ہی کی علمی و فنی تحقیقات و تخلیقات اور ان ہی کی بنیادی تصنیفات سے خوشہ چینی کی، اور مسلمانوں ہی کے بتائے اور بنائے ہوئے اصول و مبادی پر اپنے تمدن و تہذیب کے محل تعمیر کئے ہیں، ایک مغربی مفکر لکھتا ہے: ”عرب ہی فلکیات، سائنس، کیمیا اور طبی علوم میں ہمارے استاد اول ہیں۔“

مغرب نے گیارہویں صدی میں طلیطلہ، قرطبہ اور غرناطہ میں قائم اسلامی دانشگاہوں سے کسب فیض کیا اور پھر مسلمانوں کے قائم کئے ہوئے علمی مراکز کے طرز پر اپنے یہاں ادارے قائم کئے، برن لکھتا ہے۔

”یورپ میں سب سے پرانی یا سب سے پہلی یونیورسٹی گیارہویں صدی عیسوی میں قائم ہوئی، اس کے بعد گیارہویں اور چودہویں صدی کے درمیان یورپ میں بہت سی یونیورسٹیاں قائم کی گئیں، جرمنی میں پہلی یونیورسٹی چودہویں صدی میں قائم ہوئی، جبکہ برطانیہ میں آکسفورڈ اور کیمبرج یونیورسٹیاں تیرہویں صدی عیسوی میں قائم ہوئیں۔“

گوشاف لیبان (Gustave Le Bon) لکھتے ہیں۔

”۱۱۳۰ء میں پادریوں کے سربراہ ریونوڈل کی نگرانی میں دارالترجمہ قائم ہوا، جس نے مشہور عرب مصنفین کی تصنیفات لاطینی زبان میں منتقل کی، اس کے بعد عربی سے لاطینی اور یورپ کی دیگر زبانوں میں ترجمے شروع ہوئے، اس طرح یورپ ایک نئی دنیا سے روشناس ہوا، لاطینی زبان میں صرف رازی، ابو القاسم اور ابن رشد ہی کی تصنیفات ترجمہ نہیں ہوئیں، بلکہ یونانی حکماء اور فلاسفہ مثال کے طور پر جالینوس،

بقراط، افلاطون، ارسطو، اور بطلمیوس کی وہ کتابیں بھی لاطینی زبان میں منتقل ہوئیں، جن کو مسلمانوں نے اپنی عربی زبان میں منتقل کیا تھا، ایک انگریز مؤرخ کے مطابق مغرب نے صرف طب میں ۳۰۰ کتابیں عربی سے لاطینی زبان میں منتقل کیں۔

تیرہویں صدی میں اٹلی میں ان تعلیم یافتہ افراد کی بڑی تعداد جمع ہو گئی تھی جنہوں نے انڈس میں عربی اور اسلامی تہذیب و تمدن سے واقفیت حاصل کی تھی، چنانچہ اس طرح عربی زبان کی مدد سے یورپ ارسطو اور اس کی تصنیفات سے واقف ہوا، اور یہ واقفیت عربی زبان میں کئے گئے ترجموں کی مدد سے ہوئی، یہ عربی ترجمے اور عربی کتابیں طویل عرصہ تک یورپ کے ان کالجوں اور دانشگاہوں میں شامل نصاب رہیں جو عربی مدارس کے طرز پر قائم کئے گئے تھے۔“

دنیا میں علم کی نشرو اشاعت اور قافلہ علم کی رفتار و ترقی ان مسلمانوں کی رہن منت ہے جنہوں نے دنیا پر ایک ہزار سال سے زیادہ حکمرانی کی، مسلمانوں کے بڑے شہر: قاہرہ، بغداد، قرطبہ، اصفہان، قزوین، تبریز، سمرقند اور بخاری علم و معرفت کے گہوارے اور عالمی تہذیب و تمدن کے سرچشمے تھے، اگر کلیسا کی طرح اسلام کا بھی رویہ علم کے تعلق سے معاندانہ ہوتا تو قافلہ علم اسی حالت میں ہوتا جس میں وہ ساتویں صدی عیسوی میں تھا، جہاں کتب خانے منتقل تھے، کتابیں تاپید اور مدفون تھیں، غور و فکر اور تدبر پر پابندیاں عائد تھیں، بعض انصاف پسند مغربی فضلا اور مستشرقین نے انسانیت پر بعثت محمدی کے اثرات و احسانات کا اعتراف کیا ہے اور حقیقت ہے کہ آج دنیا میں جو بھی روشنی علم و ہنر ہے وہ سب بعثت محمدی کا فضل و احسان ہے۔ انسانی تہذیب کے ہر مرحلہ اور میدان میں اسلام کے بے پایاں اور دور رس اثرات کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔

مسیو لیشری لکھتے ہیں۔  
”اگر تاریخ میں عرب مصدہ شہود پر نمودار نہ

ہوتے تو علوم و فنون اور تہذیب و تمدن میں یورپ کی بیداری کئی صدی اور مؤخر ہو جاتی۔“  
رینان (Renan) لکھتا ہے۔

”البرٹ کبیر ہر چیز میں ابن سینا کا رہن منت ہے، اور سائنس تمام فلسفہ میں ابن رشد کا خوشہ چیں ہے۔“  
”یورپ کا بابائے سائنس روجر بیکن بھی عربوں کا شاگرد تھا، اور وہ خود اپنے شاگردوں کو تلقین کیا کرتا تھا کہ اگر صحیح علم حاصل کرنا ہے تو عربی پڑھنا سیکھو۔“  
گوشاف لیبان لکھتا ہے۔

”عربوں ہی نے یورپ کو علم و معرفت اور تہذیب و تمدن کی دنیا سے متعارف کرایا، عرب ہمارے محسن تھے، اور چھ صدیوں تک ہمارے پیشوا اور مقتدار ہے۔“  
گوشاف لیبان مزید لکھتا ہے۔

”عربوں کے یورپ پر بڑے عظیم احسانات ہیں، عربوں نے پورے یورپ پر دور رس، دیرپا اور گہرے اثرات و نقوش چھوڑے ہیں، یورپ کی تہذیب و تمدن اور ترقی کے اصل معمار عرب ہی ہیں، عربوں کے اثرات و احسانات کا صحیح اندازہ اسی وقت لگایا جاسکتا ہے جبکہ یورپ کا وہ تاریک دور نظروں کے سامنے ہو جس میں بیداری شروع ہوئی، جب ہم نویں اور دسویں صدی عیسوی پر نظر ڈالتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ ایک طرف ایٹن میں اسلامی تہذیب بام عروج پر تھی، تو دوسری طرف مغرب میں علمی مراکز چند برجوں سے عبارت تھے، جن میں ان پڑھ اور غیر مہذب حکمران رہتے تھے، جنہیں اپنے ناخواندہ ہونے پر فخر تھا، اور یورپ میں تعلیم یافتہ طبقہ جاہل اور نادار راہبوں پر مشتمل تھا۔“ (حضارة العرب، ص ۵۶۳)

رابرٹ بریفاٹ (Robert Briffault) اپنی کتاب (The Making of Humanity) میں لکھتا ہے۔

”یورپ کی ترقی کا کوئی ایسا پہلو نہیں، جس پر اسلامی تمدن کا احسان اور اس کے نمایاں آثار کی گہری چھاپ نہ ہو۔“

آگے چل کر لکھتا ہے۔ ”صرف طبی علوم ہی (جن میں عربوں کا احسان مسلم ہے) یورپ میں زندگی پیدا کرنے کے ذمہ دار نہیں ہیں، بلکہ اسلامی تمدن نے یورپ کی زندگی پر بہت عظیم الشان اور مختلف النوع اثرات ڈالے ہیں اور اس کی ابتداء اسی وقت سے ہو جاتی ہے، جب اسلامی تہذیب و تمدن کی کرنیں یورپ پر پڑنی شروع ہوتی ہیں۔“

آج مغرب کے ارباب علم مسلمانوں کو جہالت کا طعنہ دے رہے ہیں، یہ جہالت اگر ہے تو ان کی عالمانہ سیاست کا نتیجہ، جس پر یورپی سامراجیوں نے ایک صدی یا دو صدی کی حکمرانی کے درمیان عمل کیا، حقیقت یہ ہے کہ مغربی طاقتوں نے ہی مسلمانوں کے ملکوں میں ایسے حالات پیدا کئے جن سے علم و ترقی کی راہوں میں رکاوٹیں پیدا ہوئیں، انہوں نے اپنے سامراجی عہد میں حصول علم کے راستے میں روڑے اٹکائے، اور جہاں تک ممکن ہو سکام مغلوب اور مظلوم قوموں کو اپنے سامراجی مفادات کی خاطر کسب علم سے دور رکھا، خود اپنی جہالت اور ناخواندگی کے تاریک دور پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے

ہیں، مغربی دانشور یونانیوں کو سرہوشہ علوم بتا رہے ہیں، لیکن یہ نہیں بتاتے کہ ان کی تصنیفات چھ سو سال تک اسکندریہ، ایتھنز اور قسطنطنیہ کی بوسیدہ عمارتوں میں منتقل پڑی رہیں، اور بالآخر ان کو طاق نسایاں سے مسلمانوں ہی نے نکالا، ان کے عربی ترجمے کئے، یہی ترجمے یورپ کی نشاۃ ثانیہ میں اٹل یورپ تک پہنچے اور ان کے لئے مشعل راہ بنے، آج اس بات کی بھرپور کوشش ہو رہی ہے کہ بیداری سے پہلے اسلامی سرچشموں سے یورپ کے استفادہ اور کسب فیض کو چھپایا جائے، یہ روش تاریخ سے ناواقفیت یا حقیقت سے چشم پوشی پر مبنی ہے، جبکہ بعض انصاف پسند مغربی فضلا اس میدان میں مسلمانوں کے احسان اور فضل کا اعتراف کرتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

## تحریک ندوۃ العلماء اور خدمت دین و ملت

مولانا سید محمد حمزہ حسنی ندوی

ندوۃ العلماء کی تحریک جس وقت شروع کی گئی تھی، ہندوستانی مسلمان قدیم و جدید دو طبقوں کے درمیان بچکولے کھا رہا تھا، ایک طبقہ قدیم طرز تعلیم اور مسلک سے سرمو انحراف کو ایک قسم کی تحریک اور بدعت سمجھتا تھا، دوسرا طبقہ مغرب سے آنے والی ہرج ہرج کو عظمت و تقدیس کی نگاہ سے دیکھتا تھا اور اس کو ہر عیب و نقص سے پاک سمجھتا تھا، ان دونوں طبقوں کے درمیان فکر و معیار کا جو تضاد تھا اور جس طرح وہ دو انتہائی سروں پر تھے اس کی تصویر اکبر الہ آبادی نے اس شعر میں کھینچی ہے:-

ادھر یہ ضد ہے کہ لیمن بھی چھو نہیں سکتے  
اُدھر یہ رٹ ہے کہ ساتی صراحی سے لا  
اس خلیج کو پانٹنے کے لیے ندوۃ العلماء کا قیام  
عمل میں آیا اور وہ اس میں کامیاب رہا۔ ندوۃ  
العلماء نے اسلامی اور مغربی ثقافت اور علماء دین  
و جدید طبقہ کے درمیان پل کا کام کیا، اور ایک ایسی  
متوازن فکر پیش کی جو قدیم و جدید کے محاسن کی جامع  
تھی اور ندوۃ العلماء کے بانٹوں کے الفاظ میں  
”اصول و مقاصد میں سخت اور بے لوج، اور فروع  
اور وسائل میں وسیع اور چکدار“ تھی۔

ندوۃ العلماء کی تحریک محض ایک اصلاحی تحریک  
نہیں ہے، وہ ایک مستقل دیستان فکر ہے، جس کی  
تقلید ہر اس ملک کو کرنا چاہئے جو قدیم و جدید کے  
معرکہ میں جیتتا ہے۔

انسانیت، اصلاح معاشرہ اور دعوت و ارشاد کے پلیٹ فارم سے اسکا مقابلہ کیا، اور ملت کے مختلف مسائل میں جرأت مندانہ فیصلے کئے اور خطرناک پہلوؤں کی طرف متوجہ کیا۔

ندوۃ العلماء کے قائدین پارٹی، تنظیمی اور جماعتی عصبیت سے ہمیشہ بلند رہے اور انہوں نے ملت اسلامیہ واحدہ کے تصور کو ہمیشہ شعار بنایا۔

ندوۃ العلماء کے قائدین قلعہ بند دفاع کے قائل نہیں تھے، ان کا نظریہ تھا کہ اپنے مخالف کو سمجھنے اور سمجھانے سے مسائل بغیر لکراؤ کے حل ہو جاتے ہیں، مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی نے اسی طریقہ کو اختیار کیا، جس سے ان کی بات مخالف حلقوں میں بھی بغیر تلخی کے احساس کے سنی جاتی تھی۔

اس اعتبار سے ندوۃ العلماء کی تحریک ایک اصلاحی تحریک ہے جس کا تعلق تعلیم سے بھی ہے، دعوت سے بھی اور سماجی زندگی سے بھی۔

☆☆☆☆☆

سابق رئیس التحریر تعمیر حیات و مدیر بانگ حرا لکھنؤ

### امین الدین شجاع الدین

کا مجموعہ مضامین

### ”نقوش فکر و عمل“

منظر عام پر آ گیا ہے

رعایتی قیمت صرف ساٹھ روپے، ڈاک خرچ علاوہ

طلب کریں

Darain Book Depot

Tagore Marg, Nadwa Road,

Lucknow-20

Mob. 09598012810, 09335858300

## خرد کا نام جنوں پڑ گیا جنوں کا خرد

مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی

مغربی تہذیب جس پر موجودہ قومیں فخر کرتی ہیں، اس کی ابتدا اٹھارہویں صدی میں چرچ سے بغاوت کے بعد ہوئی، اس تہذیب کے نشوونما اور ترقی و ترویج کا سب سے پہلا رد عمل غلط افکار و نظریات اور دین و اخلاق سے بغاوت کی شکل میں ظاہر ہوا، اس ثقافت کے دلدادہ دین و اخلاق سے عاری اس خالص سائنسی و علمی تحریک کے ہر کاب ہو گئے جب کہ سیاست و قیادت پر اس سے قبل چرچ کا تسلط تھا، اس قوت و تسلط کے زوال کے بعد مذہب و اخلاقیات سے عاری سیاست کا غلبہ ہو گیا، اور سیاسی قائدین نے اپنے عزائم، طریقہ کار اور تخیلات کو عوام پر تھوپنا شروع کر دیا۔

تاریخ کے دریچوں سے جھانک کر دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ مادیت کے دیو قامت عنقریب نے دین و اخلاق کے مضبوط قلعوں کو زمین بوس کر دیا، اور لذت پسندی، بے راہ روی، بے لگام آزادی، اخلاقی اتار کی عام ہوتی گئی، جس نے پورے معاشرہ کی اخلاقیات کو بگاڑ کر رکھ دیا اور اس ہوس پرست سوسائٹی نے جنسی آزادی اور مادی منفعت ہی کو اپنا مقصود زندگی بنا لیا، اسی کے لیے وہ جینے مرنے لگے۔

اس وقت مادیت، حرص و ہوس اور کام و دہن کی لذت نے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے اور دنیا خرید و فروخت اور لین دین کی ایک ایسی

منڈی بن گئی ہے جس میں جذبات رحم و کرم اور انسانوں کے ساتھ ہمدردی نام کی کوئی شے نہیں رہ گئی ہے، عہد و پیمان کا پاس و لحاظ ہے نہ دیانت و امانت کی فکر، صرف نفع و لذت اور بے راہ روی کی ہوس ہے، چنانچہ اس وقت مغربی تہذیب قعر مذلت کے اس عمیق غار میں جا چکی ہے جہاں سے اس کا نکلنا، پنپنا، اور انسانیت کی دیکھیری کرنا ناممکن ہے۔

آج یہ تہذیب مختلف و متنوع امراض کا شکار ہو چکی ہے، اس کے اخلاقی زوال اور فکری انحطاط نے اسے تپ زدہ بنا دیا ہے، وباؤں کا فالج اس پر پڑ چکا ہے، جس کی وجہ سے مغربی معاشرہ فکری انتشار و اتار کی کا شکار ہے، خاندانی تعلقات ختم ہو چکے ہیں، انسانیت کا لبادہ تار تار ہو چکا ہے، یہ تا تو اس وضعیف ڈھانچہ اور خود کشی کی راہ کا یہ مسافر متورم جسم جاں کنی کے عالم میں ہے۔

اب اس کی کوشش یہ ہے کہ پورا عالم بھی انہیں امراض اور وباؤں کا شکار ہو جائے، وہ بھی اسی کے رنگ میں رنگ جائے، اسی کے مطابق سوچے اور حیوان بن جائے ”کنڈہم جنس باہم جنس پرواز“ کے اس قاعدہ کے تحت بہت سی حکومتوں نے اس کی دعوت کو قبول کر لیا ہے۔

انسانی مزاج ہے کہ ایک چور دوسرے چور کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے، قرآن کریم نے اسی فطرت انسانی کی جانب اشارہ کیا ہے: ”بدکار مرد تو بدکار یا

مشرک عورت کے سوا نکاح نہیں کرتا اور بدکار عورت کو بھی بدکار یا مشرک مرد کے سوا اور کوئی نکاح میں نہیں لاتا اور یہ (یعنی بدکار عورت سے نکاح کرنا) مومنوں پر حرام ہے“ (نور: ۳)

یہ فالج زدہ تہذیب جس کا چراغ گل ہو رہا ہے، اب بھی اس کی خواہش یہی ہے کہ ساری دنیا اسی کے رنگ میں رنگ جائے۔ اور وہ تہذیب جسے دنیا میں اسلامی تہذیب کے عنوان سے جانا جاتا ہے، جو ماضی کی طرح آج بھی جوان، تروتازہ اور طاقتور ہے، اس کے چہرے پر شادابی و رعنائی ہے اور موجودہ دور میں جس کی حیثیت پر شور سمندر اور مہلاطم موجوں میں سفینہ نجات کی ہے، جس کے ملاح اسے امن و سلامتی کے ساحل تک پہنچانے کی کوشش میں ہیں۔

مغربی تہذیب نے آخری ہتھیار کے طور پر یہ راہ اختیار کی ہے کہ امن و سلامتی کی اس کشتی کو ساحل تک نہ پہنچنے دیا جائے، اور پھر اسی کے ساتھ چالاک، عیاری و مکاری کے ذریعہ اس کے تمام وسائل کے ساتھ غرق کر دیا جائے۔

اس مقصد کی خاطر سب سے پہلے مصر میں ”مؤتمر المسکان“ کے عنوان سے اس کی بنیاد قائم کی گئی، مصر وہ ملک ہے جس نے ماضی قریب اور ماضی بعید میں ایسے ایسے رجال کار اور شخصیات پیدا کیں کہ ان میں سے ایک ہی اس کشتی کی نگہبانی اور مغربی تہذیب جس نے پوری انسانیت پر مصائب و آلام کے پہاڑ توڑ رکھے ہیں، ان کو کھلے اور باطل مزموعات کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنے کے لیے کافی تھا، اس کے لیے ماضی قریب کی شخصیت شیخ حسن البنا شہید رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کر دینا ہی کافی

## مولانا حمید الدین عاقل حسامی

### ایک داعی اور مصلح شخصیت

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

حضرت مولانا حمید الدین عاقل حسامی ملک کی ایک اہم اور اسلامی شخصیت تھے، اور اپنے مواعظ و خطابات کے ذریعہ بڑا اصلاحی کام انجام دے رہے تھے لیکن ادھر چند مہینوں سے بستر علالت پر تھے، اور ان کے اس مشن کو انجام دینے کا کام ان کے تربیت یافتہ افراد اور ان کے قائم کردہ دارالعلوم (حیدرآباد) سے جڑے کارگزار لوگ کر رہے تھے، کہ اس اطلاع نے تشویش میں ڈال دیا کہ وہ اسپتال میں داخل ہیں اور پھر یہ اطلاع آئی کہ اب ڈاکٹروں نے جواب دے دیا ہے اور وہ گھر آگئے ہیں، آخر یہ افسوس ناک اطلاع بھی حیدرآباد کے متعلقین نے فون کے ذریعہ دی کہ وہ اپنے مالک حقیقی سے جا ملے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا عاقل حسامی ایک ہر و لعزیز اور محبوب و مقبول دینی رہنما اور ملی قائد و امیر کی حیثیت سے گذشتہ چند دہائیوں سے دکن کے خطہ میں معروف رہے اور وہ اس پورے خطہ میں جو ریاست حیدرآباد کا پہلے حصہ رہا تھا، اور نظام دکن کے ماتحت تھا لیکن ملک کی تقسیم کے بعد کرناٹک اور مہاراشٹر کی ریاستوں کا حصہ بن گیا تھا، اس میں وہ معاشرتی اصلاح اور تبلیغ دین اور تعلیم عقائد و احکام اسلام کے لیے مسلسل دورے کرتے اور اپنی غیر معمولی خطیبانہ صلاحیت اور شخصیت جاذبیت سے لوگوں کے دل موہ لیتے، تقریباً

ساتھ سال کے عرصہ سے وہ اصلاح معاشرہ کے کام میں اپنے مواعظ حسنہ کے ذریعہ مصروف تھے، اسی سلسلہ میں وہ نصف صدی سے شہر حیدرآباد کی مرکزی مساجد جامع مسجد دارالانشاء، جامع مسجد چوک، اور عیدگاہ میر عالم پر خطاب فرماتے رہے، ایک بڑی تعداد کو آپ کے ذریعہ توبہ کی توفیق ملی، اور اسلام کی ہدایت بھی نصیب ہوئی، اصلاح و تربیت نفس کا کام بھی کرتے اور اس طرح لوگوں کی ایک بڑی تعداد آپ کے سلسلہ میں داخل ہوئی۔

تعلیمی خدمت کے سلسلہ میں ان کا بڑا کارنامہ دارالعلوم حیدرآباد کا قیام و تاسیس ہے، جس میں دینیات کی معیاری تعلیم کے ساتھ عربی زبان و ادب کی طرف خصوصی توجہ کی جاتی ہے، اور "الصحوة الاسلامیة" کے نام سے ایک معیاری عربی مجلہ عزیز مولوی نعمان الدین ندوی (فرزند مولانا محمد برہان الدین سنہلی استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء) کے زیر ادارت نکلتا ہے، جس کی سرپرستی مولانا عاقل حسامی ہی فرماتے رہے، ان کی شجیح اور نگر بندی سے اس مجلہ نے اپنا ایک مقام پیدا کیا، اور مقبول ہوا، مولانا عاقل حسامی کو احیائے دین و شریعت کی جو فکر تھی اور ارتداد کے خطرہ کا جو احساس تھا اس نے ان کو چین سے بیٹھنے نہ دیا، اور دارالعلوم کو محض ایک تعلیم گاہ نہ بننے دیا، بلکہ اس کو تحریک بنا کر اندھرا پردیش،

پھر اسی مقصد کے لیے دیگر عربی و اسلامی، مشرقی و مغربی ممالک میں سینار اور کانفرنسوں کا انعقاد ہوا اور یہ سلسلہ تا ہنوز جاری ہے۔

اس تہذیب نے ایک ایسے مغربی، یورپین اور امریکن معاشرہ کو جو بوجہ بخشا جس میں ماں باپ، بڑے، بوڑھے، اولاد کی اطاعت و فرمانبرداری سے محروم ہو گئے، اس طرح اولاد بھی بوزھوں کے رحم و کرم اور والدین کی شفقت سے محروم ہو گئی، شوہروں کا بیویوں پر اس کی وفاداری و اطاعت شعاری پر اعتماد نہ رہا، اس طرح بیویاں بھی شوہروں کے پیار، محبت اور ہمدردی سے محروم ہو گئیں، اس تہذیب کی ظاہری چمک و دک آنکھوں کو خیرہ کرتی اور اس کا باطن سیاہ اور تاریک ہے، وہ عزت و ناموس کو پامال کرتا ہے۔

اس کی مثال اس بوڑھی عورت کی سی ہے جس کی کمر جھک گئی ہو، اور وہ اس بات کے لیے تیار نہ ہو کہ اطباء علاج کر کے اس کی کمر سیدھی کر دیں، بلکہ اس کی یہ خواہش ہو کہ اسی کی طرح دوسروں کی بھی کمر

اور ثمرات و نتائج کا تجربہ کیا ہے، چونکہ اس کا سرشتہ وحی ربانی سے بڑا ہے، اس کے قانون فطری ہیں، اس کی بنیاد آسمانی کتاب قرآن کریم ہے جو ہمیشہ ہمیش رہنے والی ہے، دیگر تہذیبیں نہ تو اس کو نگل سکتی ہیں نہ ہی اس کے حسن و جمال کو داخل کر سکتی ہیں، اور نہ باطل اپنی پھونکوں سے اس کی قدیل تابان کو بجھا سکتا ہے، اور نہ ہی فریب و دجل سے اس کی برکات ختم ہو سکتی ہیں۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا یہ ربانی تہذیب ہے، محمدی تہذیب ہے، قرآنی تہذیب ہے، یہ طاقتور ایمانی و اسلامی تہذیب ہے، جو دشمنوں کے مکر و فریب، منافقین کی دسیسہ کاریوں، حکومتوں کے وسائل اور خطرناک سازشوں کے باوجود بھی ہمیشہ ہمیش زندہ و زندگی بخش رہے گی، ولن تجد لسنة الله تبديلا۔

(ترجمہ: محمد انظار)

### دارالعلوم ندوۃ العلماء کے ایک طالب علم کا انتقال

دارالعلوم کے طالب علم محمد غفران کا دوران علاج سحر زنگ ہوم لکھنؤ میں انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ طالب علم مرحوم ضلع جے۔ پی نگر، امر وہہ کے رہنے والے تھے، ابتدائی تعلیم کے بعد مدرسہ فریدیہ تاج المدارس میں حفظ قرآن کیا، مدرسہ شامی مراد آباد میں بھی زیر تعلیم رہے، وہاں سے ندوہ کی شاخ مدرسہ انجمن معاون الاسلام سنہلی میں داخلہ لیا، پھر مجدد دارالعلوم ندوۃ العلماء (سکروری) میں دو سال تعلیم حاصل کرنے کے بعد ندوہ آئے اور یہاں اس سال عالیہ راجہ شریعہ میں زیر تعلیم تھے، ندوہ میں رواق سلیمانی میں مقیم تھے اور اللہ تعالیٰ نے مرحوم کو زبان و قلم کی بھی صلاحیت دی تھی، اسی امتیاز کی بنیاد پر وہ سال رواں انجمن اصلاح سلیمانیہ میں معتمد بزم خطابت بھی منتخب کئے گئے تھے۔

۱۸ مارچ کو ششماہی امتحان شروع ہوا تو حسب نظام امتحان دیتے رہے کہ ۱۲ کو بخار آیا اور طبیعت مسلسل گرتی گئی، پھر بخار کے ساتھ تے، دست اور دوران سر کی بیماریاں شروع ہو گئیں، علاج سے فائدہ نہ ہونے پر اسپتال میں داخل کیا گیا، مگر وقت موجود آ پانچا اور ۱۶ مارچ کی صبح اولین ساعتوں میں اپنے رب کے حضور حاضر ہو گئے، تدفین وطن میں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے۔ ☆☆☆

عمدہ طباعت بہترین کاغذ خوبصورت سرورق

(۱) معلم الانشاء (اول)

قیمت:- Rs. 45/-

(۲) معلم الانشاء (دوم)

قیمت:- Rs. 45/-

(۳) معلم الانشاء (سوم)

قیمت:- Rs. 27/-

ناشر

مجلس صحافت و نشریات

ٹیگور مارگ، ندوۃ العلماء، لکھنؤ

کرناٹک اور مہاراشٹر کی ریاستوں میں چھوٹے اور ذیلی مدارس قائم کر کے ان کو اس بڑے ادارے سے ملحق کیا، اور اس طرح تعلیم کو خوب عام کیا۔

تحفظ شریعت کے کام میں وہ عملی طور پر پیش پیش رہے، اور مسلم پرسنل لا بورڈ کی تحریک سے ان کی وابستگی روز ازل سے رہی وہ اس کے فعال اور موثر رکن تھے اور ان کے مفید مشوروں سے بورڈ کے قائدین برابر فائدہ اٹھاتے رہے، اور اس طرح بورڈ کو برابری سے تقویت ملتی رہی، اور بورڈ نے ان کی خطیبانہ صلاحیت سے بھی بڑا فائدہ اٹھایا جب حیدرآباد میں ۱۹۶۸ء میں امارت ملت اسلامیہ کا قیام عمل میں آیا تو اس کے دوسرے امیر مولانا عاقل حسامی ہوئے، اور اس کے دارالانشاء کے قاضی شریعت بھی رہے، سیاسی سرگرمیوں میں بھی حصہ لیا، مسلم یونائیٹڈ فورم کے وہ صدر رہے، وہ اس سلسلہ میں ملت کے مفاد کو سامنے رکھ کر فیصلہ لیتے، اور اس کی روشنی میں وہ کسی پارٹی کی حمایت یا مخالفت کرتے۔

مولانا حسامی کو صحافت اور تصنیف و تالیف سے بھی دلچسپی تھی، حسامی کے نام سے ان کی ادارت میں ایک رسالہ نکلتا رہا، ملی مسائل میں ان کی خدمات ناقابل فراموش ہیں، جبری نسبندی کا مسئلہ جب ملک کا سب سے گرم مسئلہ تھا تو انہوں نے اس کی پر زور مخالفت کی جس کی پاداش میں انہیں جیل جانا پڑا، افسوس کہ یہ عظیم ملی قائد و دینی رہنما اور داعی مصلح شخصیت ۱۲ مارچ ۲۰۱۰ء کو جمعہ کی شب داغ مفارقت دے گئی، اور ملت اسلامیہ ہند کے لیے ایک بڑا خلا چھوڑ گئی، اللہ تعالیٰ ملت اسلامیہ کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے، اور ان کے خوب سے خوب تر درجات بلند فرمائے، آمین۔ ☆☆☆

## سوال و جواب

مفتی محمد ظفر عالم ندوی

**سوال:** لڑکا دوسرے ملک میں ہو اور لڑکی کسی اور ملک میں اور نکاح ٹیلیفون، انٹرنیٹ، ویب سائٹ یا ای میل وغیرہ پر ہو تو درست ہوگا یا نہیں؟

**جواب:** اسلامی شرع میں نکاح کے لیے یہ ضروری ہے کہ ایجاب و قبول ایک ہی مجلس میں ہو اس لیے ٹیلیفون، موبائل، انٹرنیٹ وغیرہ پر نکاح درست نہیں ہوگا، البتہ اگر وکیل بنایا جائے اور وہ موکل کی طرف سے ایجاب و قبول کرے تو نکاح ہو جائے گا مثلاً امریکہ میں رہنے والا موبائل کے ذریعہ ہندوستان میں کسی کو وکیل بنا دے اور وکیل دو گواہوں کے سامنے رہے، موکل کی طرف سے ایجاب کرے اور دوسرا فریق اسے قبول کرے تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔ (فتاویٰ ہندیہ ۱/۲۶۹)

**سوال:** اگر کسی کا انتقال ہو جائے اور بیوی کا مہر باقی ہو اور وہ معاف کر دے تو مہر معاف ہو جائے گا یا نہیں؟ اس میں گھر والے کچھ دباؤ ڈالتے ہیں اس کا کیا حکم ہے؟

**جواب:** اگر عورت گھر والوں کے دباؤ کے بغیر بخوشی مہر معاف کر دے تو مہر معاف ہو جائے گا، لیکن اگر دباؤ میں آکر معاف کر رہی ہے تو معاف نہیں ہوگا، فقہاء نے صراحت کی ہے کہ مہر کی معافی کے لیے عورت کی رضامندی ضروری ہے، چنانچہ لکھا ہے "لابد من صحة حطها من الرضى".

**سوال:** اس بارے میں علماء کی دو آراء ہیں، بعض حضرات کہتے ہیں کہ مہر میں جتنی رقم طے ہوئی تھی آج بھی عورت اسی کی مستحق ہوگی اور اس سے مہر ادا ہو جائے گا، بعض حضرات کی رائے ہے کہ اس سے پورا مہر ادا نہیں ہوگا، اس لیے نکاح کے وقت مقررہ رقم میں جتنا سونا آتا اتنا سونا یا سونے کی قیمت ادا کرنی پڑے گی، کیونکہ کرنسی میں اصل معیار سونا ہی ہے، لہذا احتیاط اسی میں ہے کہ اس دوسری رائے کو اختیار کیا جائے تاکہ مہر کی ادائیگی میں عورت کی حق تلفی کا امکان نہ رہے، اگر زیادہ ہو جائے تو بیوی پر تمبر میں کوئی حرج نہیں کہ دونوں کے مفادات مشترک ہوا کرتے ہیں، فقہاء صراحت کرتے ہیں کہ موقع اشتباہ یعنی جہاں وجوب ادا ہونے یا نہ

ہونے کا اشتباہ ہو وہاں احتیاط کا پہلو اختیار کیا جائے۔ (رد المحتار ۲/۱۶۰)

**سوال:** موجودہ دور میں عام طور پر شادی کے پروگراموں میں غیر شرعی چیزیں کثرت سے پائی جاتی ہیں، مثلاً ویڈیو گرافی، ناچ گانے وغیرہ کیا ان میں شرکت درست ہے جب کہ شرکت نہ کرنے کی صورت میں رشتہ داروں میں بدگمانیاں پیدا ہو جاتی ہیں جو بسا اوقات دوری کا سبب بن جاتی ہیں۔ شریعت کی رہنمائی اس بارے میں کیا ہے؟

**جواب:** جن شادیوں میں غیر شرعی امور پائے جاتے ہوں ان سے گریز کرنا چاہئے، علامہ ابن عابدین شامی نے لکھا ہے کہ جب تک یقین سے معلوم نہ ہو جائے کہ دعوت میں بدعت و شرکت نہ ہوگی اس وقت تک شرکت نہیں کرنی چاہئے۔ (رد المحتار ۹/۱۰۵)

**سوال:** جہیز کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

**جواب:** اگر لڑکے یا اس کے سرپرستوں کی طرف سے سامان جہیز یا اس نام پر رقم کا مطالبہ لڑکی والوں سے کیا جائے تو یہ جائز نہیں اور اس طرح کے سامان اور رقم کی حیثیت رشوت کی ہے، اگر مطالبہ نہ ہو بلکہ خاموشی ہو لیکن لین دین کا رواج ہے تو اس صورت میں یہی حکم ہے یعنی ناجائز البتہ اگر لڑکے والوں کی طرف سے مطالبہ کے بجائے صراحتاً انکار ہو تو اس صورت میں گو کہ ناجائز نہیں کہا جائے گا پھر بھی اس موقع پر جہیز یا رقم لینے سے گریز کرنا چاہئے کیونکہ یہ بھی رسم ہی کے تحت ہے۔

☆☆☆☆☆

## میت کے حقوق کی ادائیگی اور اس کی فضیلت

خالد فیصل ندوی

اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں پر بہت ہی مہربان ہے اس کی پیدائش سے لے کر موت کے بعد تک اس پر اپنے لطف و کرم کے احکام و آداب بیان فرمائے ہیں جن کا پورا کرنا باعث اطاعت و فرمانبرداری اور اس کی رضا و خوشنودی کا سبب ہے، ذیل کی سطروں میں یہی بیان کرنا مقصود ہے کہ موت ایسی یقینی چیز ہے جس کا انکار خدا کے منکر بھی نہیں کر سکتے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَانَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ".

(آل عمران: ۱۸۵)

ترجمہ: ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے اور قیامت کے دن تمہیں (تمہارے اچھے برے اعمال کا) پورا پورا بدلہ دیا جائے گا، پس (قیامت کے دن) جو شخص جہنم سے دور کر دیا جائے گا اور جنت میں داخل کر دیا جائے گا تو وہ کامیاب ہوگا اور دنیا کی زندگی تو صرف دھوکہ ہی کا سامان ہے۔

اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ بندہ مومن موت کے بعد بھی قابل احترام ہے لہذا موت کے وقت اور موت کے بعد کے حقوق کی ادائیگی بھی ضروری ہے کہ ایمان نے اس کو مالک کا محبوب بندہ بنا دیا ہے اسی لیے ہر بندہ مومن خواہ وہ عمل میں کتنا ہی کوتاہ رہا ہو دیرسور جنت میں ضرور جائے گا جس کی احادیث

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ "جب مومن کی موت کا وقت آتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کی خوشی اور اکرام کی خبر دی جاتی ہے۔" (کنز العمال) اسی طرح بہت سی احادیث مبارکہ میں مختلف اوقات، مختلف حالات اور مختلف مقامات میں موت کی بڑی فضیلت بیان ہوئی ہے، بہر کیف بندہ مومن کو موت جس طرح، جس وقت اور جس جگہ بھی آئے، مقصود و مطلوب صرف خاتمہ بالخیر ہے، کیوں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ "اعمال (کی قبولیت) کا دار و مدار خاتمہ پر ہے۔" (بخاری و مسلم)

موت پورے انسانی معاشرہ کا اجتماعی مسئلہ ہے، معاشرہ کے ہر ایک فرد کو اس مرحلہ سے گزرنا ہے اس لیے اسلام نے امت مسلمہ کو اس مرحلہ کو عزت و احترام اور سہولت و آسانی کے ساتھ انجام دینے کے لیے بہت سے حقوق میت کے لیے متعین کیے ہیں اور ان کی ادائیگی کی بڑی ترغیب اہتمام کے ساتھ دی ہے، ذیل میں کچھ اہم ترین حقوق بیان کئے جاتے ہیں:

موت کے وقت سکرات (پریشانیاں) بھی برحق ہیں اور یہ مومن کے لیے فائدہ مند ہیں، اس سلسلہ کی ایک حدیث شریف میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ "یہ (موت کی سختی و پریشانی) اس (بندہ مومن) کے لیے خیر ہے۔" (ابن ماجہ) نیز موت قرآن کریم کی روشنی میں نیکو کار بندوں کے لیے دائمی نعمتوں اور ابدی راحتوں کا ذریعہ ہے اور موت اللہ تعالیٰ کی طرف سے، مومنین کا بلین کے لیے مغفرت، رحمت اور سراپا سلام کا پیغام ہے۔ (مریم: ۳۳، آل عمران: ۱۵۷) اور احادیث کی روشنی میں "موت مومن کے لیے تحفہ ہے۔" (طبرانی) چنانچہ ایک حدیث شریف میں ہے کہ "مومن کی راحت، اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہی میں ہے۔" (اتحاف السادہ)

## مظلوم انسانیت اور ہماری ذمہ داری

### مختلف جلسوں سے حضرت ناظم ندوۃ العلماء کے فکرائیگز خطابات

محمود حسن حسنی ندوی

میر کارواں صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ  
وناظم ندوۃ العلماء حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی  
ندوی مدظلہ العالی کا گجرات کا سفر ماہ صفر کے پہلے  
عشرہ میں ہوا تھا اس کی مفصل روداد ۲۵ فروری  
۲۰۱۰ء کے شمارہ میں شائع ہو چکی ہے۔ گجرات سے  
بہمنی، اجین اور اندور ہوتے ہوئے لکھنؤ تشریف  
لائے، ان شہروں میں مختلف جلسوں سے حضرت والا  
کے بڑے قیمتی خطابات ہوئے، جو افادہ عام کی غرض  
سے قارئین کی خدمت میں پیش ہیں۔ (ادارہ)

#### حج ہاؤس بہمنی میں

رابطہ عالم انسانی کا ایک اہم پروگرام  
۲۸ جنوری ۲۰۱۰ء بہمنی حج ہاؤس میں منعقد ہوا، جس  
میں مولانا ابو ظفر حسان ندوی، عبدالستار یوسف شیخ  
صاحب عبدالجید پارکھ صاحب ڈاکٹر پانیٹر صاحب  
اور دوسری سرکردہ شخصیات تھیں، کلکتہ سے مولانا  
ابوطالب رحمانی اور مراد آباد سے مولانا مفتی محمد  
سلمان منصور پوری موجود تھے، اجلاس کے کنوینر  
مولانا شاہد حسنی ناصری اور مدیر مجلہ ”حج“ بہمنی تھے  
اور وہی نظامت کر رہے تھے، یہ رابطہ عالم انسانی کا  
دوسرا سالانہ اجلاس تھا، اس موقع پر حضرت مولانا  
سید محمد رابع حسنی ندوی صدر آل انڈیا مسلم پرسنل  
لا بورڈ کو ”سفیر ملت ایوارڈ“ سے بھی نوازا گیا، مولانا  
مدظلہ نے اپنے صدارتی خطاب میں فرمایا کہ:

”اللہ نے انسان کو احساس دیا ہے، عقل دی  
ہے، وہ اچھے اور برے کے فرق کو محسوس کرتا ہے،  
اکثر لوگ غفلت سے برائی میں مبتلا ہو جاتے ہیں،  
اگر ان کو سمجھایا جائے، تو وہ باز آجاتے ہیں۔ اور  
شرمندہ ہوتے ہیں، آج انسانیت مظلوم ہو گئی ہے،  
انسان کو اللہ نے جو صلاحیتیں دی ہیں، اخلاق،  
خوبیوں اور نیک طبیعتی کے اعتبار سے بڑی بلند یوں  
تک پہنچ سکتا ہے عقل کی صفت سے اچھے اور  
برے کے درمیان امتیاز کرتا ہے، اگر یہ شخص ایسا خود  
غرض ہو جائے کہ دوسرے کے فائدہ کو نظر انداز  
کرے تو انسان جنگل کے جانور کی طرح ہو جائے  
گا، انسان کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ اجتماعی زندگی  
گذارتا ہے، اس کا کوئی کام تنہا نہیں سامنے آتا  
ہے، پانی کو لے لیجئے، ایک مسلمان اس سے وضو کرتا  
ہے لیکن یہ پانی اس تک پہنچنے میں متعدد لوگوں کی  
کوششوں سے گذرتا ہے، تب جا کر آدمی اپنے جسم کو  
توانائی پہنچاتا ہے، اور اپنی عبادات کو انجام دیتا  
ہے، اور روحانیت کو طاقت پہنچاتا ہے۔

آج اگر کوئی مریض ہے، تو کل کوئی دوسرا  
مریض ہو سکتا ہے، ہم مریض کو لاچار اور بے یارو  
مددگار چھوڑتے ہیں، تو کل ہمارے ساتھ ہی یہی  
ہو سکتا ہے ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”یا ایہا الناس  
اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدہ

السخ“ کہ اپنے پروردگار سے ڈرو، جس نے تم کو ایک  
جان سے پیدا کیا۔ اور اس کا جوڑا پیدا کیا، پھر ساری  
نسل انسانی پھیلا دی اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا کہ:

”ان ربکم واحد، ان اباکم واحد، کلم  
من آدم و آدم من تراب لا فضل لعربی علی  
عجمی ولا لعجمی علی عربی الا بالتقویٰ“  
اس طرح اسلام نے سارے فرق مٹا دیے، اور آپسی  
تعلقات کو اپنے مورث سیدنا آدم علیہ السلام کی  
نسبت سے اور اپنے رب واحد کی نسبت سے کہ اسی  
ایک پروردگار کے دیئے ہوئے رزق پر سب پل  
بڑھ رہے ہیں، اس کا خیال کر کے نبھانے اور برتنے  
کی طرف توجہ دلائی اور رنگ و نسل کی بنیاد پر تفریق کو  
ختم کیا، تقویٰ، نیکی اور اللہ کی اطاعت کو فضیلت کا  
سبب بتایا، اس لئے نیکی اختیار کر کے ہر آدمی کو  
فضیلت کا شرف حاصل کرنے کو شش کرنی چاہئے۔

#### فائدہ حق بہمنی میں

بہمنی کا دوسرا اہم پروگرام اس طرح منعقد ہوا  
کہ فائنل حج کے ذمہ دار محترم رفیق ابراہیم دودھ والا  
نے اپنا اشاعتی تحقیقی دعوتی و تعلیمی مرکز ”فائنل  
حج“ دکھانے کی خواہش ظاہر کی حضرت مولانا مدظلہ  
نے درخواست منظور کی اور دینیات کے نام سے ان  
کے مرتب کردہ نصاب کو پسند کیا اور ان کی اس  
پلاننگ کی تعریف کی کہ ملک بھر میں ہر ہر گاؤں میں  
دینی مکتب ضرور قائم ہو جائے۔ اور یہ ادارہ اس کے  
لئے کوشاں ہے، مولانا حبیب الرحمن ندوی کو تمام  
شعبوں کا ذمہ دار اعلیٰ بنایا ہے، حضرت مولانا مدظلہ  
نے اس ادارہ کے کارکنان کے درمیان جو خطاب  
فرمایا اس کے مندرجات حسب ذیل ہیں۔

”بزرگو! دوستو! میں یہاں حاضر ہوا، پہلے بھی  
حاضر ہوا ہوں، یہاں جو کام ہو رہا ہے، اس کو مستار رہا

حالت دیکھے تو اس کو لوگوں سے بیان نہ کرے) کہ  
حدیث میں ہے اپنے مردوں کے اچھے حال ذکر  
کرد۔ (ابن ماجہ) میت کو غسل دینے والے کی  
فضیلت آپ ﷺ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ ”جو میت  
کو غسل دے اور اس میں امانت داری برتے تو وہ  
(غسل دینے والا) گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا  
ہے جیسے اس کی پیدائش آج ہی ہوئی ہو“۔ (احمد)  
میت کو غسل دینا مسنون عمل ہے، چنانچہ آپ ﷺ  
نے خود بھی ایک خوش نصیب صحابی کو ان کے انتقال  
کے بعد غسل دیا، ایک حدیث میں ہے کہ ”آپ  
ﷺ نے اپنے دست مبارک سے ان کو غسل  
دیا“۔ (مطالب عالیہ)

اسی طرح میت کو کفن پہنانا بھی بالاتفاق  
مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے (مغنی) ایک حدیث  
شریف میں آپ ﷺ کا حکم اس طرح ہے کہ ”اپنے  
(مردہ) بھائیوں کو سفید (اور عمدہ) کپڑوں میں  
کفناؤ“۔ (احمد، ترمذی) میت کو کفن دینا بہت  
فضیلت اور ثواب کا کام ہے، ایک حدیث میں ہے  
کہ ”جو شخص کسی کو کفن دے گا تو اللہ تعالیٰ اسے جنت  
کے جوڑے پہنائیں گے“۔ (طبرانی) نیز جنازہ  
اٹھانا اور اس کے ساتھ چلنا بھی تمام ائمہ کرام کے  
نزدیک فرض کفایہ ہے۔ (فتح الربانی) جنازہ کے  
ساتھ چلنا مسلمانوں کے آپسی پانچ حقوق میں سے  
ہے۔ (بخاری و مسلم) جنازہ عام رفقار کی بہ نسبت  
تیزی سے لے کر چلنا چاہئے۔ (بخاری و مسلم)  
جنازہ کو کندھا دینے کی فضیلت اور اس کے ثواب  
کے سلسلہ میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ  
”جو جنازہ کے چاروں پایوں کو ایمان اور ثواب کی  
نیت سے اٹھائے گا تو اس کے چالیس کبیرہ گناہ  
معاف ہوں گے“۔ (طبرانی) (بقیہ صفحہ ۲۸ پر)

اور سورہ ”بقرہ“ کی تلاوت موت میں آسانی کا ذریعہ  
ہیں (مصنف ابن ابی شیبہ) نیز قریب المرگ مومن  
کے سامنے اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت اور عطاء  
و نوازش کا ”ذکر جمیل“ کیا جائے تا کہ قریب المرگ  
مومن کے اندر اللہ تعالیٰ سے ”حسن ظن“ پیدا  
ہو چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ ”تم میں سے کوئی نہ  
مرے مگر اس حال میں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے حسن ظن  
رکھے“۔ (بیہقی) حضرت امام غزالی نے فرمایا ہے کہ  
”موت کے وقت (اللہ تعالیٰ سے) ”حسن ظن“ رکھنا  
مطلوب و مستحسن اور مستحب ہے“۔ (احیاء العلوم)

میت کے ان مذکورہ بالا حقوق کے علاوہ  
چند اور اہم ترین حقوق ہیں، ان میں سر فہرست میت  
کو غسل دینا، کفن پہنانا، نماز جنازہ پڑھنا، جنازہ کے  
ساتھ چلنا، کندھا دینا اور قبر میں اتارنے کے بعد  
اپنے ہاتھوں سے مٹی ڈالنا اور یہ پڑھنا ”مِنْهَا  
خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً  
أُخْرَى“ وغیرہ حقوق ہیں یہ سارے حقوق زندہ  
مسلمانوں پر فرض کفایہ ہیں (عمدۃ القاری) ان  
سارے حقوق کے ادا کرنے کی احادیث میں بڑی  
تاکید اور ترغیب آئی ہے اور متعدد احادیث میں ان  
سارے حقوق کی بڑی تفصیل موجود ہے چنانچہ  
حضرات محدثین عظام نے احادیث کی کتابوں  
میں ان تمام حقوق کو ”کتاب الجنائز“ میں الگ الگ  
باب و عنوان قائم کر کے ان سے متعلق احادیث  
و آثار کو بیان کیا ہے، اختصار کے خیال سے مذکورہ  
تمام حقوق میں سے ہر ایک حق سے متعلق دو تین  
احادیث ذیل میں ذکر کی جاتی ہیں۔

میت کو غسل دینا فرض کفایہ ہے (فتح القدیر)  
اس سلسلہ میں آپ ﷺ نے اپنی امت کو حکم دیا ہے  
کہ امانت داری (یعنی خدا نخواستہ میت کی کوئی بری

کے ساتھ وارد ہوئی ہے، ایک حدیث شریف میں  
آپ ﷺ نے حکم فرمایا ہے کہ ”نزع کے وقت  
حاضر ہوا کرو، اور کلمہ توحید (پڑھنے) کی تلقین کیا  
کرو، اور ان کو جنت کی بشارت دو“۔ (کنز العمال)  
ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ”اپنے مرنے والوں  
کو کلمہ توحید ”لا الہ الا اللہ“ (پڑھنے) کی تلقین کیا کرو،  
اور ان کے لیے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ (ان کو آخری وقت  
ایمان پر ثابت قدم رکھے“۔ (طبرانی) زبانی حکم کے  
ساتھ ساتھ آپ ﷺ نے اس سلسلہ میں اپنا نمونہ  
واسوہ بھی عملی طور پر امت مسلمہ کے سامنے پیش کر کے  
ادائے حقوق کی بڑی ترغیب دی ہے، روایات سے  
معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ قریب المرگ حضرات  
صحابہ کرام (خاص طور سے حضرت طلحہ بن براء،  
حضرت سعد بن عبادہ اور حضرت عبداللہ بن ثابت  
وغیرہ) کے پاس نزع کے وقت تشریف لائے  
اور بار بار ”ان اللہ وانا الیہ راجعون“ پڑھتے  
رہے۔ (ابوداؤد، بخاری، مؤطا) قریب المرگ  
مومن کے سر ہانے بلکی آواز سے سورہ یس کی تلاوت  
سے روح کے نکلنے میں آسانی ہوتی ہے، چنانچہ ایک  
حدیث میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ”جس  
میت پر (قبض روح کے وقت) سورہ یس تلاوت کی  
جاتی ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ (جان کے نکلنے  
میں) آسانی فرماتے ہیں“۔ (اتحاف السادہ)  
اسلاف کرام (صحابہ، تابعین اور تبع تابعین) کا یہ  
معمول احادیث کی کتابوں میں منقول و موجود ہے  
(مجمع الزوائد) اور حضرت حافظ ابن حجر نے یہ نقل  
فرمایا ہے کہ حضرات اسلاف کرام نماز کرتے تھے کہ  
میت کے پاس جب سورہ یس پڑھی جاتی ہے تو اس  
کی (تلاوت کی) وجہ سے موت آسان ہو جاتی  
ہے۔ (تخصیص الجبر) اسی طرح سے سورہ ”رعد“

## عالم اسلام

محمد جاوید اختر ندوی

دو ماہیہ میں اسلام کی مقبولیت

اسلام آن لائن ڈاٹ کام کی رپورٹ کے مطابق رومانیہ میں اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ میں اسلام قبول کرنے کے رجحان میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے ڈاکٹر، انجینئر، تاجر اور دیگر پیشوں سے تعلق رکھنے والے افراد اسلام قبول کر رہے ہیں، یہاں مسلمانوں کی اکثریت اعلیٰ تعلیم یافتہ ہے۔

تاتار خزاں ناروین نے بتایا ہے کہ ان کے آباء واجداد بارہویں صدی عیسوی میں خلافت عثمانیہ کے دور میں رومانیا آئے تھے بقیہ عرب، شام اور ترکی سے تعلق رکھنے والے لوگ کیونٹ حکومت کے دور میں یہاں آئے تھے لیکن انہیں یہاں کی شہریت

۱۹۸۹ء میں کیونٹ حکومت کے خاتمہ کے بعد ملی، اکثر نے کیونٹ حکومت کے خاتمہ کے بعد اسلام قبول کیا جن میں مختلف نسل و مذاہب کے تعلق رکھنے والے افراد شامل ہیں اور ان میں خواتین کی

تعداد زیادہ ہے۔ جنہوں نے شادی کے بعد اسلام قبول کیا ہے، لیکن رومانیا کی مسلمانوں کے اعداد و شمار کے متعلق کوئی سرکاری اعداد و شمار نہیں ملتے، رومانیا کی مجموعی آبادی ۲۲ ملین یعنی دو کروڑ بیس لاکھ بتائی جاتی ہے مقامی مسلم تنظیموں کے مطابق مسلمانوں کی تعداد

ایک لاکھ ہے، سرکاری طور پر منظور شدہ ۱۸۰ ہزار کی فہرست میں اسلام بھی شامل ہے، ناروین کے مطابق اسلام کو سرکاری طور پر مذہب تسلیم کئے جانے کے بعد یہاں کے مسلمانوں کو بڑا فائدہ ہوا ہے، یہ لوگ تمام سرکاری سہولتوں سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہیں، یہاں مسجد کی تعمیر اور مذہبی تقریبات منعقد کرنے کی مکمل آزادی ہے، پرائمری اسکولوں میں ہفتہ میں ایک دن تمام مسلم طلبہ کے لئے اسلام کلاسز میں شرکت لازمی ہے، دارالافتاء کو سرکاری ادارہ کا درجہ حاصل ہے، اور اس کے ملازمین کی تنخواہیں

روزگاری ہے، فرانس میں بے روزگاری کی شرح دس فیصد تک پہنچ چکی ہے، بے روزگار افراد کی تعداد میں لاکھ تک پہنچ گئی ہے، الیکشن میں ووٹرز کے سامنے عالمی کساد بازاری اور اس کے فراشیعی معیشت پر اثرات کا موضوع سب سے اہم ہے، واضح رہے کہ یہاں ۲۰۱۲ء میں اگلا صدارتی انتخاب ہوگا۔

**ترک غیرت کا مثالی مظاہرہ**  
ترکی حکومت نے اپنے آپ کو ”باغیرت“ ثابت کر دکھایا ہے، واقعہ یوں ہے کہ ترکی میں اسرائیل مخالف فلم نشر کرنے پر ترک سفیر کو اسرائیلی نائب وزیر خارجہ نے اپنے دفتر میں طلب کیا اور ایک چھوٹے صوفے پر بٹھا کر ان کی توہین کی، ترکی نے اس پر شدید احتجاج کرتے ہوئے معافی مانگنے کا مطالبہ کیا، ترکی کے سخت احتجاج پر اسرائیل کو معذرت کرنی پڑی، اس پر عرب میڈیا نے ترکی کے رویہ کی تحسین کرتے ہوئے عرب حکمرانوں کو مشورہ دیا ہے کہ وہ بھی رجب طیب اردگان کی پیروی کریں۔

**ایک ماہ میں ۳۶ ہزار افراد ملازمت سے محروم**  
امریکہ میں فروری کے مہینہ میں ۳۶ ہزار افراد کو ملازمتوں سے محروم ہونا پڑا، جبکہ بیروزگاری کی شرح ۹.۷ فیصد برقرار رہی، امریکی ذرائع ابلاغ کے مطابق زیادہ تر افراد کو سرد موسم کے باعث ادائیگی والی عارضی ملازمتوں سے محروم ہونا پڑا، فروری کے مہینہ میں بیروزگاری کی شرح ۹.۷ رہی۔

**دوس میں مساجد اور دینی کام**  
سوویت یونین کی اشتراکی حکومت کے دور میں روس میں دینی سرگرمیاں بالکل ممنوع تھیں، اس وجہ سے بہت سارے دینی ادارے اور مساجد بند کر دی گئیں، چنانچہ ۱۹۹۱ء تک پورے سوویت یونین میں مساجد کی تعداد (۱۱۰) سے تجاوز نہیں کر سکی، مگر سوویت یونین کے بکھرنے کے بعد جب کہ دینی آزادی حاصل ہو چکی ہے، مسلمانوں کو مساجد کی ضرورت محسوس ہونے لگی، اس وقت سے ایک اندازہ کے مطابق صرف روس میں ۲۰ ملین مسلمان آباد ہیں، اسی طرح مساجد کی تعداد میں بھی دن بدن اضافہ ہو رہا ہے، اور اس وقت روس میں چھ ہزار مساجد قائم ہیں، جن میں کچھ تعمیر شدہ ہیں اور کچھ قدیم مساجد ہیں جن کو مرمت کے بعد قابل استعمال بنالیا گیا ہے۔

**سرکوزی کی پارٹی کو شکست**  
انتخابی جاتروں کے مطابق فرانس کے صدر نکولس سرکوزی کی جماعت کو علاقائی انتخابات میں بائیں بازو کی جماعتوں کے ہاتھوں شکست کا سامنا ہے، صدر فرانس کے ۲۰۰۷ء میں منتخب ہونے کے بعد پہلا موقع ہے جس میں ان کی جماعت کو بائیں بازو کی جماعتوں کے ہاتھوں شکست کا قوی امکان ہے۔

اس کے باوجود صدر سرکوزی نے کہا کہ وہ ملک میں اصلاحات کا عمل جاری رکھیں گے، صدر سرکوزی کے غیر مقبول ہونے کی وجہ ملک میں بڑھتی ہوئی بے

عبداللہ حسنی ندوی نے بھی شرکت کی، حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ نے صدارت فرمائی، سوامی لکشمی شکر اچاریہ نے کہا کہ ”مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی کا ایک بیان اخبار میں دیکھا تھا کہ اسلام کا آنگک واد سے کوئی تعلق نہیں، اس بیان نے ہم کو بہت متاثر کیا اور غور کرنے پر مجبور کیا اس لئے کہ ہم پہلے قرآن کا اور اسلام کا مطالعہ آنگک واد کی حیثیت سے کرتے تھے تم اب پیغام امن و انسانیت کی حیثیت سے کرنے پر مجبور ہوئے دوبارہ اس حیثیت سے مطالعہ نے دل و دماغ کھول دیا، معلوم ہوا کہ قرآن مجید پوری انسانیت کی رہبری کے لئے ہے، پھر سیرت پاک کا مطالعہ کیا معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی آنگک واد کا مقابلہ کرنے میں گزری، اور صبر کا دامن چھوٹنے نہ دیا، پھر ہم نے کتاب لکھی اسلام آنگک نہیں آدرش ہے، جبکہ اس سے پہلے ہم نے کتاب لکھی تھی اسلام آنگک ہے، اس طرح انہوں نے کہا ”اللہ اکبر“ کے معنی نہ معلوم ہونے کے نتیجے میں بھی بڑی غلط فہمیاں تھیں، جب ہم کو معلوم ہوا کہ اس کے معنی ہیں ”اللہ سب سے مہمان ہے تو میں دنگ رہ گیا۔“

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ العالی نے اپنے صدارتی خطاب میں فرمایا کہ: ”مقصد کی بڑی حیثیت ہوتی ہے، اس وقت دنیا میں خود غرضی کا بہت اثر پھیل گیا ہے، ہر ایک اپنے کو دیکھتا ہے کہ ہمارا کیا فائدہ ہے، خاندان کے افراد اپنے اپنے کو دیکھنے لگیں، تو مریض کا کیا حال ہوگا، جانور اپنا کام خود کرتا ہے، دوسروں کی مدد نہیں لیتا، تالاب میں منہ ڈال کر پانی پی لے گا، اور سر اٹھا کر درخت کے پتے کھالے گا، اس کے برخلاف انسان کا معاملہ باہمی تعاون و مدد کا ہے، اسی سے سماج بنتا ہے۔“ (بقیہ صفحہ ۳۰ پر)

چیزوں میں اللہ کے فضل اور توفیق پر نظر رکھنی چاہئے، قارون کو خزانہ دیا گیا، بنی اسرائیل رشک کرتے کہ ایسی دولت ہم کو بھی ملتی اور وہ سب کچھ اپنی محنت کا نتیجہ سمجھتا تھا، اور اللہ کا بیج میں نام آنا پسند نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ کو یہ بات بری لگی، اور سب کچھ برباد ہو گیا، جس نہیں ہو گیا۔ اور وہ دھنسا دیا گیا۔ اس کے بعد یہ ہوا کہ جو لوگ اس کی مال و دولت اور خزانہ پر رشک کرتے تھے، اللہ کا اس پر شکر ادا کرنے لگے کہ کیا ہی اچھا ہوا، کہ ہم کو ایسی دولت نہیں ملی، اس لئے شکر گزار ہوں کہ اللہ نے دین کی جو دولت دی اور دین کی خدمت و اشاعت کی توفیق دی مال کی جو دولت دی ہے اس کو دین کی تقویت کا اور دوسروں کی مدد کا کام کیا جائے، اسی کے ساتھ ساتھ معاونین کا شکر یہ بھی ضروری ہے کہ کوئی بھی شخص تنہا کوئی کام انجام نہیں دے سکتا ہے، آج جو ہم لباس پہنتے ہیں، اور جو غذا استعمال کرتے ہیں، اور عالی شان مکانات میں رہتے ہیں، یہ سب کچھ کئی مرحلوں سے گذر کر اس حالت میں ہے کہ ہم اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں، اور حدیث شریف میں بھی آتا ہے، من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ کہ جو لوگوں کا شکر گزار نہیں ہوتا وہ اللہ کا شکر بھی نہیں ادا کر پاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان سب باتوں کا خیال رکھنے کی توفیق دے اور ان تمام کاموں کو مقبول فرمائے، تقریر مولانا عبدالرزاق ندوی (بہمنی) نے ریکارڈ کی تھی، پوری ہی سننے کے لائق اور مکمل اشاعت کے قابل ہے۔

**اجین کے پیام انسانیت کے جلسہ سے حضرت والا کا خطاب**  
۱۳ جنوری ۲۰۱۰ء کو اجین میں پیام انسانیت کا ایک کامیاب پروگرام منعقد ہوا، جس میں سوامی سنت سری مہاراج (اجین) سوامی لکشمی شکر اچاریہ جی (لکھنؤ) ڈاکٹر پاٹھ سے، (پٹنہ)، مولانا سید

تھامد کیسے کا موقع آج ملتا، ہمارے عزیز حبیب الرحمن ندوی سناتے تھے اس لئے یہاں آکر اور دیکھ کر بھائی رفیق صاحب کی حوصلہ مندی کا اندازہ ہوا۔

بات یہ ہے کہ جب اللہ نے انسان کو پیدا کرنا چاہا تو فرشتوں کو یہ بات سمجھ میں آئی کہ عبادت کے لئے تو ہم کافی تھے، یہ مخلوق تو آپس میں لڑے جھگڑے گی، اس پر اللہ نے فرشتوں سے کہا کہ جو ہم جانتے ہیں تم نہیں جانتے، قرآن مجید میں یہ سب بیان کیا گیا ہے، اور علم کی صفت انسان کو دے کر اس کی اہمیت باور کرائی، اللہ تعالیٰ جن باتوں کی خبر دیتا ہے اور جن باتوں کی طرف اشارہ کرتا ہے، وہ یوں ہی نہیں، ان سے انسان کو سبق لینا چاہئے۔

علم کے بغیر نہ کوئی عمل انجام پاسکتا ہے، اور نہ ہی ادب و تہذیب اختیار کی جاسکتی ہے کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا، گفتگو تمام باتوں کا سلیقہ اور طریقہ علم سے آتا ہے، ایک سبق آموز واقعہ ہے کہ ایک شخص بیخیز یوں کے درمیان پلا بڑھا تھا، اور کسی طرح بیچا گیا تو وہ انسانوں کی طرح کھانیں سکتا تھا، انسان کی طرح اٹھ بیٹھ نہیں سکتا تھا یہ اس لئے تھا کہ اس کو علم نہیں ہو سکا تھا۔

مصر کے ایک ممتاز داعی مجاہد اور ادیب جو ابتدا میں دین سے دور تھے سید قطب شہید انہوں نے بعد میں قرآن مجید کی خوبیوں پر کتاب لکھی، اور لکھا کہ لوگوں کو تعجب ہوگا کہ میں ایسا لکھ رہا ہوں اور اس کی وجہ یہ لکھی کہ میں اپنی ماں کی گود میں قرآن مجید کی تلاوت کی آواز سنا کرتا تھا۔

محترم رفیق صاحب دودھ والا کو ان کے اس درد و فکر پر میں مبارک باد دیتا ہوں کہ انہوں نے پورے ہندوستان کو سامنے رکھ کر اتنا بڑا نظام تعلیم و تربیت کا تصنیف و تحقیق کا اور کتاب کے قیام کا بنایا ہے۔ ہمیں ہر ایک سے یہ بات کہنی ہے کہ تمام

## مسلم پرسنل لا بورڈ کا لکھنؤ اجلاس

مضمون مراد آبادی

پیدا ہوتا ہے جب کہ حکومت اور پولیس فرقہ وارانہ تقریر و تحریر اور شرانگیز اقدامات کے خلاف کارروائی سے گریز کرتی ہے۔ اس لیے انتظامیہ اور پولیس کو فرقہ وارانہ شرانگیزی اور افواہوں کے سلسلے میں جو ابدہ بنانا ضروری ہے جس کا اس بل میں کوئی تذکرہ نہیں ہے، اسناد فرقہ وارانہ تشدد بل میں پولیس کو مزید اختیارات سے لیس کرنے کی مخالفت کی گئی ہے، مسلم پرسنل لا بورڈ نے حکومت سے کہا ہے کہ وہ اس بل کو واپس لے لے اور تحقیقاتی کمیشنوں کی سفارشات کی روشنی میں قوانین تیار کرے تاکہ اصل مجرموں کے خلاف کارروائی ہو سکے۔ بورڈ نے اس سلسلے میں صحیح سوچ رکھنے والے اصحاب اور اداروں سے اپیل کی ہے کہ وہ اس بل میں مناسب ترمیم ہونے تک اپنی مخالفت کو موثر انداز میں جاری رکھیں۔ اس سلسلے میں عنقریب دہلی میں مسلم ممبران پارلیمنٹ کچھ سیکولر جماعتوں کے ممبران سے مل کر تبادلہ خیال کریں گے۔

بورڈ کے جنرل سکریٹری مولانا سید نظام الدین نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے اہم نکات کی نشاندہی کی، انھوں نے اصلاح معاشرہ پر خصوصی زور دیتے ہوئے کہا کہ بورڈ تنہا اس مہم میں کامیاب نہیں ہو سکتا، اس لیے یہ ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اصلاح حال کی طرف متوجہ ہو، انھوں نے کہا کہ ہم ایک ایسا صالح معاشرہ تشکیل دیں جس میں کوئی خدا کے قانون کو بدلنے کی ہمت پیدا نہ کر سکے، انھوں نے مزید کہا کہ یہ نہ ہو کہ ہم اصلاح معاشرہ کے اجلاس منعقد کریں اور مسلمان خاتون رکن مونسہ بشری عابدی نے کہا کہ جہیز اور مغرب زدگی معاشرے کو کھوکھلا کر رہی ہے، اصلاح معاشرہ کے علاوہ دارالقضاء، تنظیم شریعت

ذمہ داران نے مسلمانوں کے جان و مال، عزت و آبرو اور عبادت گاہوں کے تحفظ کے لیے بھی اپنی کوششیں جاری رکھی ہیں، ملک گیر سطح پر مسلمان اس تنظیم پر اس لیے بھی اعتماد رکھتے ہیں کہ اس میں شامل افراد کے اخلاص نیت پر کسی کوشش نہیں ہے۔ اطمینان بخش بات یہ ہے کہ پچھلے عرصے میں مسلم پرسنل لا بورڈ کے اعتبار اور افادیت کو متاثر کرنے کی ایک سے زیادہ کوششیں ہوئی ہیں، مسلک اور جنس کے نام پر جعلی مسلم پرسنل لا بورڈ بنائے گئے اور بعض نامعتبر اردو اخبارات نے بورڈ کے خلاف بیہودہ پروپیگنڈہ مہم بھی چلائی لیکن یہ تمام کوششیں مسلم پرسنل لا بورڈ کے وقار کو مجروح کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکیں کیونکہ جن اکابر نے بورڈ کی بنیاد ڈالی تھی ان کی نیت میں اخلاص تھا اور وہ معتبر لوگ تھے۔

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے اپنے لکھنؤ اجلاس میں مسلمانوں کو درپیش مسائل پر بڑا جرات مندانہ موقف اختیار کیا اور اس موقع پر جو اعلامیہ جاری کیا گیا اس میں جہاں دہشت گردی کے نام پر مسلم نوجوانوں کی گرفتاری اور طویل عرصے تک انہیں بغیر مقدمہ چلائے جیلوں میں رکھنے اور ایذا پہنچانے پر تشویش کا اظہار کیا گیا ہے، وہیں پارلیمنٹ کے زیر غور اسناد فرقہ وارانہ تشدد بل کو موجودہ صورت میں قبول کرنے سے قطعی انکار کر دیا گیا ہے، بورڈ کا کہنا ہے کہ فرقہ وارانہ تشدد، فرقہ وارانہ اشتعال انگیزی اور نفرت کو ابھارنے سے

ہندوستانی مسلمان اس وقت سنگین مسائل سے دوچار ہیں، ایک طرف جہاں فرقہ پرست اور فسطائی طاقتیں ان کی جان و مال اور عزت و آبرو کے درپے ہیں، وہیں دوسری طرف ان کے مذہبی تشخص اور عائلی قوانین کے خلاف گہری سازشوں پر عمل ہو رہا ہے، افسوسناک بات یہ ہے کہ مسلمانوں میں ان سنگین مسائل سے نمٹنے کے لیے جو بیداری پیدا ہونی چاہئے تھی، اس کا عمومی فقدان ہے، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے نام سے معروف تنظیم میں مسلمانوں کے تمام مسلکوں اور نظریات کی بھرپور نمائندگی ہے اور اس میں شامل علمائے کرام تمام تر مشکلات اور رکاوٹوں کے باوجود اپنے محور پر قائم ہیں، راقم الحروف نے گذشتہ ۱۹/۲۱ مارچ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں منعقدہ بورڈ کے ایکسویں اجلاس میں بطور مدعو خصوصی شرکت کی اور یہ محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکا کہ ملت کو مصائب اور آلام سے بچانے کے لیے ہمارے مخلص اور جید علمائے کرام جو کوشش کر رہے ہیں وہ قابل تحسین ہیں، مسلم پرسنل لا بورڈ کے تحفظ اور دفاع کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے عصری اور اصلاح معاشرہ کے لیے بورڈ کی کوششوں کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

ہر چند کہ مسلم پرسنل لا بورڈ کا قیام ۱۹۷۲ء میں مسلمانوں کے عائلی قوانین کی تدوین اور مسلم پرسنل لا کے تحفظ کو نظر میں رکھ کر کیا گیا تھا، لیکن حالات کی سنگینی کو نظر میں رکھتے ہوئے مسلم پرسنل لا بورڈ کے

بحرین کی پارلیمنٹ کا ملک میں شراب پر پابندی بحرین میں پارلیمنٹ کے ممبروں نے ایک قرارداد پاس کیا جس میں ملک کے اندر شراب منع کر دیا گیا ہے، اور اس کو مجلس شوریٰ کے حوالہ کر دیا ہے کہ اس کو منظور کر کے پورے ملک میں شراب کے استعمال کو منع کر دیا جائے۔

قرارداد کے مطابق وزیر صحت کی باضابطہ اجازت، سائنسی تجربہ، خرید و فروخت یا اس سے کوئی بھی نشلی سامان یا شراب بنانا اور استعمال کرنا ممنوع ہوگا، قانون کے تحت جو اس کی مخالفت کرے گا وہ قید کر دیا جائے گا اور پانچ سو دینار جرمانہ ادا کرنا ہوگا یا دونوں میں سے کوئی ایک سزا دی جائے گی، اور جو مجرم ہوگا اس کو بھی اور اس کا تعاون، مدد کرنے والے کو بھی سزا دی جائے گی، اور دوبارہ یہ حرکت کرنے پر دونوں سزائیں اضافہ کر دیا جائے گا۔

فرانسیسی عدالت کا اسلام مخالف تصویر کی ممانعت

فرانس کی عدالت نے انتخابات میں ایسے پوسٹر اور تصاویر کا استعمال منع کر دیا ہے جن میں اسلام کی شبیہ بگاڑ کر پیش کی گئی ہو اور اس پر الجیزائر نے بھی احتجاج کیا ہے۔

ایک پوسٹر میں ایک باحجاب خاتون کو فرانس کے نقشہ میں دکھایا گیا جس کے سر پر الجیزائر کا جھنڈا ہے، اور اوپر ہموں کی شکل میں مینارے ہیں اور لکھا ہے، "اسلام نہیں"۔

مریسیا کی عدالت نے حکم نافذ کیا ہے کہ اس طرح کے جملے اور تصاویر بالکل ممنوع ہیں اور کوئی ایسی حرکت نہ کی جائے جس سے کسی کے دین کو نشانہ بنایا جائے اور جنسیت و عصیت کی بات کی جائے۔

☆☆☆☆☆

تعداد سب سے زیادہ ہے، اس کے علاوہ شیعہ اور صوفی ازم سے بھی تعلق رکھنے والے ہیں مگر ان میں عرب نژاد نہیں ہیں، "السلام مسجد" کے امام مسیح البستوی کہتے ہیں کہ وہ دن ہمارے لئے خاص اہمیت کا تھا جس دن اس مسجد کا افتتاح ہوا اس دن یہاں کے مسلمانوں کا دیرینہ خواب شرمندہ تعبیر ہوا۔

یکم اکتوبر ۱۹۹۵ء کو "السلام مسجد" کا افتتاح یلیشیا کے بادشاہ کے ہاتھوں عمل میں آیا، یہ مسجد لاطینی امریکہ میں وینیزویلا اور برازیل کے بعد تیسری مسجد ہے جسے خوبصورت عمارت کا درجہ حاصل ہے۔ امام موصوف نے مزید کہا کہ اکتوبر ۲۰۰۰ء میں "اسلام چلین کو آپریشن ٹیوکو" کے نام سے ایک ادارہ کا قیام عمل میں آیا، اس ادارہ کا مقصد اسلام کی تبلیغ اور اخلاقی اقدار کو عام کرنا ہے خاص طور سے ۱۱ اکتوبر ۲۰۰۰ء کے بعد پیدا شدہ حالات سے نمٹنے اور اسلامی تعلیمات کی تبلیغ میں یہ ایک کردار ادا کر رہا ہے۔

افغانستان میں فوجیوں کی درندگی

برطانوی جریدہ "ٹائمز" کی تحقیقی رپورٹ کے مطابق امریکی قابض فوجیوں نے افغانستان میں ایک رات حملہ کے دوران عدا دو حاملہ عورتوں اور ایک نوجوان عورت کو قتل کر دیا اور دو گھر کے ذمہ داروں کو بھی اس پر "نانو" نے پردہ ڈالنے کی کوشش کی لیکن جو لوگ جان بچانے میں کامیاب ہو گئے تھے انہوں نے اخبارات کو تمام تفصیلات بتادیں۔

حملہ کے بعد "نانو" کے سربراہ نے یہ بیان دیا کہ ان کے فوجیوں نے کل رات ایک کمرہ میں کئی عورتوں کی لاشوں کو لٹکا ہوا پایا، جبکہ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ یہ بالکل جھوٹ اور گمراہ کن بیان ہے اور اس کی وجہ اور سب سے اہم ثبوت یہ ہے کہ گھر کے دیووں ذمہ داران، پولیس کے سربراہان اور علماء دین نے جریدہ کو بتایا کہ حملہ کرنے والے مسلح امریکی فوجی ہی تھے۔

سرکار ادا کرتی ہے، مفتی کا عہدہ وزیر کے عہدہ کے مساوی ہے، مفتی رومانیائی مسلمانوں کے نمائندہ کے طور پر مسلمانوں کے معاملات پر حکومت سے گفتگو کرتا ہے، ان تمام سہولتوں کے باوجود مسلمان مختلف مسائل سے دوچار ہیں جن میں خاص طور سے باصلاحیت کارکنان اور دیگر مذہبی امور انجام دینے کے لئے مالی وسائل کی کمی درپیش ہے۔

چلی میں مساجد اور اسلامی مراکز چلی میں مسلمانوں کی تاریخ بہت واضح تو نہیں ہے البتہ یہ کہا جاتا ہے کہ ۱۸۵۳ء میں دو ترک باشندے یہاں رہتے تھے جن کا ذکر ۱۸۶۵ء اور ۱۸۷۵ء میں سرکاری سطح پر کرانے گئے مردم شماری کے دستاویزوں میں ملتا ہے، لیکن ان کے وطن کے بارے میں کوئی تفصیل نہیں ملتی، ۱۸۸۵ء کی مردم شماری کے مطابق ان ترک باشندوں کی تعداد ۲۹ تک پہنچ گئی تھی اور ۱۸۹۵ء میں یہ تعداد ۶۱ رہ گئی۔

۱۹۷۰ء اور ۱۹۸۰ء کی دہائی میں چلی میں مسلمانوں کا نہ تو کوئی اسلامی مرکز تھا اور نہ ہی کوئی مذہبی رہنما جو مسلمانوں کو نماز یاد دہانے اور اسلامی امور کے بارے میں ان کی رہنمائی کر سکے۔ جو لوگ نماز پڑھنا چاہتے وہ شام ۱۵ بجے توفیق رومی کے مکان پر جمع ہو کر نماز ادا کرتے اور دیگر معاملات پر تبادلہ خیال کرتے، ۱۹۹۰ء میں ملک کی پہلی مسجد "السلام مسجد" کی تعمیر شروع ہوئی اور پھر ۱۹۹۵ء میں ایک اور مسجد کا افتتاح ہوا اس طرح ۱۹۹۸ء میں ایک اور مسجد کی تعمیر شروع ہوئی، اس وقت چلی میں تین ہزار مسلمان آباد ہیں جن میں زیادہ تر چلی کے ہی باشندے ہیں جنہوں نے اسلام قبول کیا ہے ان لوگوں نے اپنے نام بھی تبدیل کر لئے ہیں اتنی قلیل تعداد میں ہونے کے باوجود بھی یہ لوگ کسی طرح کے امتیاز کے شکار نہیں ہیں، ان میں سنی مسلمانوں کی

تعمیر حیات - اپریل ۲۰۱۰ء

مجموعہ قوانین اسلامی کی ترتیب نو، لازمی نکاح رجسٹریشن، مرکزی مدرسہ بورڈ، بابر مسجد، واہمی کے مسئلے، فضل ہم جنسی کی عدالتی تائید جیسے سلکتے ہوئے موضوعات زیر بحث آئے اور ان امور کے سلسلے میں بورڈ کی طرف سے کی گئی کارروائیوں پر تفصیلی رپورٹیں پیش کی گئیں۔ اس موقع پر مجلس استقبالیہ اور اہل عدوہ کی مہمان نوازی قابل تحسین تھی۔

راقم الحروف نے پرسنل لا بورڈ کے لکھنؤ اجلاس میں یہ تجویز پیش کی ہے کہ مسلمانوں کے مذہبی تشخص اور عائلی قوانین کے خلاف ذرائع ابلاغ میں جو مکروہ پروپیگنڈہ ہم چلائی جا رہی ہے، اس کے سدباب کے لیے بھی کوئی حکمت عملی وضع کی جانی چاہئے کیونکہ اس وقت بورڈ کو جن مسائل سے نبرد آزما ہونا پڑ رہا ہے، اس میں تقریباً آدھے مسائل اسلام دشمن ذرائع ابلاغ کے پیدا کردہ ہیں، اس سلسلے میں مسلم پرسنل لا بورڈ اور مسلمانوں کے مذہبی تشخص سے متعلق عصری موضوعات پر انگریزی اور ہندی زبان میں مختصر کتابچے شائع کئے جانے چاہئیں۔ انٹرنیٹ، الیکٹرانک میڈیا اور اخبارات میں مسلمانوں کے خلاف چلائی جا رہی زہریلی ہم کا مقابلہ کرنے کے لیے بھی ایک ٹھوس حکمت عملی وضع کی جانی چاہئے کیونکہ دور حاضر میں جنگ کے ہتھیار تبدیل ہو چکے ہیں اور جدید ذرائع ابلاغ کو کنٹرول کرنے والی طاقتیں براہ راست لوگوں کے ذہنوں پر حملہ آور ہیں اور وہ پروپیگنڈہ مشنری کے ذریعہ مسلمانوں کو بے وقعت ثابت کرنے کے لیے کوشاں ہیں تاکہ انہیں آسانی کے ساتھ دہشت گردی مخالف مہم کا چارہ بنائیں۔ امید ہے کہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے عہدیداران اس اہم موضوع کی طرف توجہ دیں گے۔

☆☆☆☆☆

(بقیہ صفحہ ۲۲ رکا)

.....میت کی نماز جنازہ پڑھنا بھی شریعت میں فرض کفایہ ہے (فتح القدیر) ایک حدیث میں آپ ﷺ نے اس کا صاف صاف حکم دیا ہے کہ ”تمہارے بھائی کا انتقال ہو گیا ہے، چلو کھڑے ہو، اس کی نماز جنازہ پڑھو“۔ (نسائی) مرنے والا مسلمان کوئی بھی ہو اور کیسا بھی ہو، سب مردوں کی نماز جنازہ پڑھنا مشروع ہے، ایک حدیث میں ہے کہ ”ہر لاله الا اللہ“ کہنے والے کی نماز جنازہ پڑھو“۔ (فقہ السنہ) نیز حضرت جابر نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ ”ہاں! ہر کلمہ گو پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی“۔ (ابن ابی شیبہ)

میت کو اسلام کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق دفن کرنا بھی تمام مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے اور دفن میں جلدی کرنا شریعت کا مطلوب ہے چنانچہ آپ ﷺ نے تاکید فرمائی ہے کہ ”دفن میں جلدی کرنا (کیونکہ) کسی مسلمان میت کے لیے مناسب نہیں ہے کہ وہ گھر والوں کے درمیان دیر تک رہے“۔ (ابوداؤد) تدفین کی فضیلت میں یہ حدیث وارد ہے کہ ”جس نے کسی مسلمان میت پر ثواب کی نیت سے مٹی ڈالی تو اس کے لیے ہر مٹی کے بدلہ نیکی لکھی جائے گی“۔ (نیل الاوطار)

میت کے یہ چند اہم حقوق ہیں اس کے علاوہ اور بھی بہت سے چھوٹے بڑے حقوق ہیں، میت کے ان سارے حقوق کی ادائیگی میں خود ہم زندوں کا فائدہ ہے، چنانچہ احادیث، آثار اور اقوال سلف میں میت کے ادائے حقوق

کی بڑی فضیلت بیان ہوئی ہے اور ان حقوق کی ادائیگی کو رحمت و مغفرت اور اجر و ثواب کا اہم ذریعہ بتایا گیا ہے، چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ ”جس نے میت کو غسل دیا، اسے کفنا یا، اس کے جنازہ کو اٹھایا، اور اس پر نماز جنازہ پڑھی تو وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جائے گا کہ اس کی آج ہی پیدائش ہوئی ہو“۔ (ابن ماجہ مخلصاً) اور دوسری حدیث میں ہے کہ ”جو کسی میت کو غسل دے، اسے کفنائے، اس کے جنازہ میں چلے اور اسے دفن کر کے آئے تو وہ مغفرت شدہ لوٹے گا“۔ (بلوغ الامانی) نیز آپ ﷺ نے میت کے ادائے حقوق پر ملنے والے اجر و ثواب کے متعلق فرمایا کہ ”جس نے کسی میت کی نماز جنازہ پڑھی، اسے ایک قیراط (کوہ احد سے بڑے پہاڑ کے برابر) ثواب ملے گا اور جس نے اس کی تدفین سے فارغ ہونے تک انتظار کیا، اسے دو قیراط ملے گا“۔ (بخاری و مسلم وغیرہ) اللہ تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو اپنے مسلمان بھائی کے تمام چھوٹے بڑے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں آخرت کی پوری تیاری کرنے کی توفیق محض اپنے فضل و کرم سے عنایت فرمائے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ ہی کارساز حقیقی ہیں اور توفیق دینے والے ہیں چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ ”جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کی بھلائی (آخرت میں کامیابی) کا پختہ ارادہ و فیصلہ فرمالتے ہیں تو اس کی موت سے پہلے اس بندہ کو اچھے اعمال کی توفیق دے دیتے ہیں“۔ (ترمذی)

☆☆☆☆☆

## مجلس انتظامیہ ندوۃ العلماء کا جلسہ

مجموعہ حسن حسنی ندوی

۲۲ مارچ ۲۰۱۰ء دو شنبہ کو سلیمانہ ہال میں ندوۃ العلماء کی مجلس انتظامیہ کا جلسہ منعقد ہوا، جس میں تلاوت کلام پاک کے بعد گزشتہ ایک سال کے عرصہ میں وفات پانے والی اہم شخصیات اور اہل تعلق کا تذکرہ ہوا اور ان کے لیے دعائے مغفرت کی گئی، پھر حضرت ناظم ندوۃ العلماء نے رپورٹ پیش کی جس میں انہوں نے ندوۃ العلماء کی تعلیمی، دعوتی، صحافتی اور دوسری خدمات اور کاموں کا تذکرہ کیا۔

مولانا سید نظام الدین صاحب نے فرمایا کہ دارالعلوم ندوۃ العلماء ہو یا دارالعلوم دیوبند باخبر علماء پیدا کرنا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے، انگریزی ہو یا ہندی اس میں لکھنے پڑھنے اور مطالعہ کی صلاحیت پیدا کرنا چاہئے، اس کے لیے مستقل طور پر وقت فارغ کرنا ہوگا، ہندی کے لیے تو ایک سال کافی ہے، انگریزی کے لیے دو سال کی ضرورت ہے، ندوہ کی گزشتہ مجلس انتظامیہ کے جلسوں میں یہ تجویز پاس ہوئی تھی۔

مولانا سید احتشام احمد ندوی نے فرمایا کہ حضرت ناظم صاحب کی رپورٹ بہت جامع ہے۔ مولانا نذیر الحفیظ ندوی ازہری نے کہا کہ دارالعلوم ندوۃ العلماء میں ہندی انگریزی کی طرف خصوصی طور پر توجہ کی جا رہی ہے، ندوہ پہلے انگریزی کی تعلیم کے لیے کسی ریٹائر اسٹاد کو مستعار لیتا تھا اب ندوی فضلاء انگریزی پڑھا رہے ہیں، اور میڈیا سیکشن میں سال سے قائم ہے، مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی کی نگرانی میں قائم ہے اور بڑے

انگریزی اخبارات میں اسلام کے دفاع میں مختلف موضوعات پر مراسلات لکھے جاتے ہیں جو چھپتے ہیں اور ایک مشہور انگریزی اخبار نے بہترین مراسلہ نگار کی حیثیت سے ندوہ کے انگریزی زبان کے استاد کو انعامات بھی دیئے۔

مولانا ڈاکٹر تقی الدین ندوی نے کہا کہ یہ جان کر مسرت ہوئی کہ یہاں کے طلبہ سنسکرت سیکھنے میں بھی دلچسپی رکھتے ہیں، اور بعض طلبہ اس کے لیے اپنا وقت فارغ کرتے ہیں۔

مولانا موصوف نے یہ بھی کہا کہ ندوہ کا تعلق عالم اسلام، عالم عربی سے بہت گہرا ہے، اس میں اس کی بھی فکر کرنی ہے کہ یہ تعلق اور بھی قوی ہو اس لیے ضرورت ہے کہ بلاذریہ کے اساتذہ کو یہاں بلا یا جائے، اور ان کی خدمات بھی لی جائیں۔

مولانا نے نصاب تعلیم پر بھی نظر ثانی کی بات کہی اور کہا کہ اس سلسلہ میں بڑے مدارس، بلاذریہ کی جامعات، ام القرنی اور جامعہ ازہر، جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ، جامعہ ابوظہبی، جامعہ الامام سعود، ریاض وغیرہ کے نصاب پر بھی نظر ڈالی جائے، اور جہاں تک انگریزی کا تعلق ہے تو ندوہ کے نصاب میں اس کو جتنی جگہ دی گئی ہے وہ کافی ہے اور زیادہ ضرورت ہے تو الگ سے درجہ قائم کیا جائے۔

ڈاکٹر سلیم الرحمن خاں ندوی بھوپالی (مقیم جاپان) نے یورپ، جاپان، امریکہ میں ندوہ کے فضلاء کی ملاقات کا ذکر کیا، پروفیسر انیس چشتی (پونہ)

نے پیام انسانیت کے کام کو خصوصی اہمیت دی۔ مولانا سید محمود ولی رحمانی نے ناظم ندوۃ العلماء مدظلہ کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے کہا کہ دارالعلوم ندوۃ العلماء میں منعقدہ مسلم پرسنل لا بورڈ کے اکیسویں اجلاس کو کامیاب بنانے میں ندوہ کے ذمہ داروں اور کارکنوں نے جس حسن ذوق، حسن تدبیر سے کام لیا اس نے ایک مثال قائم کر دی۔

مولانا رحمانی نے جس بات کی طرف خاص توجہ دلائی وہ یہ تھی کہ دارالعلوم میں لینگویج لیج ایب قائم ہو، اس سے عربی انگریزی پراگھی قدرت حاصل ہوگی، مولانا رحمانی نے اس پر مسرت کا اظہار کیا کہ یہاں طلبہ سنسکرت بھی سیکھ رہے ہیں، دوسری بات انہوں نے یہ کہی کہ ہمارے دینی مدارس کو قرآنی تعلیم کی طرف خصوصی فکر کرنی چاہئے، اور مدرسہ بورڈ ایکٹ کو دینی مدارس کے لیے بڑے خطرہ کی بات بتائی، اور کہا کہ اس کی مخالفت ندوہ اور مسلم پرسنل لا بورڈ دونوں کرتے رہیں گے، ندوہ کے تعلق سے دارالاشفاء کو زیادہ سے زیادہ کارگر بنانے کو کہا۔

حضرت ناظم صاحب ندوۃ العلماء نے اپنی رپورٹ پر آراء کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے ندوہ نے اس سمت میں جو پیش رفت کی ہے اس سے واقف کرایا، اور فرمایا کہ یہ پیش رفت مولانا سید نظام الدین صاحب کے مشورہ سے ہوئی، اور فرمایا کہ مولانا سید محمود ولی رحمانی نے جو باتیں رکھی ہیں وہ بڑی اہمیت کی ہیں حکومت مدارس کو ختم کرنے کا بڑی خوبصورتی سے پلان کر رہی ہے، اس سلسلہ میں ہم کو چوکنا رہنا چاہئے۔

صدر جلسہ مولانا محمد سالم قاسمی مہتمم دارالعلوم (وقف) دیوبند نے کہا کہ اللہ نے اپنے دین کی حمایت کے لیے یہاں جمع ہونے کی توفیق عطا فرمائی، متحد ہو کر ہمیں اپنی

تعمیر حیات - اپریل ۲۰۱۰ء

## ایک یادگار نشست

محمد جاوید اختر ندوی

دو طلبہ (جنید الرحمن اور محمد عارف) نے طلبہ کی طرف سے نمائندگی کرتے ہوئے تاثراتی مقالات پیش کئے۔ اس موقع پر حاضرین کو اس بات کا بوجھ ملا رہا کہ میر کارواں مخدوم و مرثیہ ناظم ندوۃ العلماء حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ اور معتمد تعلیم ندوۃ العلماء جناب مولانا محمد واضح رشید حسنی ندوی کی

شرکت مغربی یونیورسٹی کے ایک سفر کی وجہ سے اس نشست میں نہ ہو سکی، لیکن ان بزرگوں کی نیک تمنائیں اور دعائیں ساتھ تھیں، ان حضرات کی طرف سے نمائندگی کرتے ہوئے مولانا نذیرالحق ندوی ازہری نے طلبہ کی ہمت افزائی، محنت و لگن، دعاؤں کے خاص اہتمام کی تاکید اور مفید مشورے دیتے ہوئے کہا کہ طالب علم کی یہ عمر بڑی مبارک ہے اللہ تعالیٰ نے جو کچھ سیکھنے اور مختلف انداز میں اپنے اساتذہ سے کچھ لینے کا موقع دیا ہے اسے اخلاص اور بیدار مغزی کے ساتھ اپنے دلوں میں جگہ دینے اور اساتذہ کرام کی نمائندگی کرتے ہوئے مولانا شمس الحق ندوی نے طالب علمانہ وقار، استغناء اور دینی غیرت مندی کی تلقین کرتے ہوئے کہا کہ آپ

تائین نما ہیں اس لئے اپنی غیرت، خودداری اور استغناء کو ہمیشہ بھروسے رکھیں مگر مہمانوں کی خدمت کے لئے بچھ جائیے اور اخلاص کا پیکر بنے رہیں، داخلی انتظامیہ کمیٹی کی طرف سے مولانا عبدالقادر ندوی نے کہا کہ اساتذہ اور طلبہ نے جو خدمت کی ہے وہ ان کا حق تھا اور جب مہمان کسی کے گھر آتا ہے تو اس کی خاطر مدارت کرنا اس کا فرض بن جاتا ہے اس لئے ہم نے کوئی کارنامہ انجام نہیں دیا بلکہ اپنا حق ادا کیا، بس اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے۔

ایک قدیم ندوی فاضل مولانا ظہیر احمد صدیقی ندوی نے بھی خطاب کیا، اور ندوہ میں منعقد کردہ مختلف اجلاس کے روداد بیان کئے، طلبہ کی ہمت

پر شکوہ عباسیہ ہال میں زیر صدارت صدر مسلم پرسنل لا بورڈ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ایک نشست رکھی گئی تھی جس میں صدر محترم نے بڑا قیمتی اور بصیرت افروز خطاب فرمایا تھا، اجتماعی کاموں کے تعلق سے وسیع مطالعہ اور طویل تجربات کی روشنی میں بڑی رہنما اور کارآمد باتیں سامنے آئی تھیں۔

اس اجلاس کی تیاری اور بحسن و خوبی اس کو اختتام تک پہنچانے میں اساتذہ اور طلبہ دارالعلوم نے بھی اپنی استطاعت بھر بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا اور بعض اونچے درجات کے طلبہ نے ایسی تہنیدی اور مستعدی سے محنت کی تھی جس کو ذمہ داران دارالعلوم نے بڑی قدر کی نظروں سے دیکھا، اجلاس کے اختتام پر ان ہی حضرات کے مشورے اور رہنمائی میں مولانا عبدالعزیز بھٹکی ندوی نے طلبہ کی ہمت افزائی کے لئے ایک صحیح نشست منعقد کی، اس کا انعقاد زیر صدارت تہتم دارالعلوم جناب مولانا ڈاکٹر سعید الرحمن اعظمی ندوی عباسیہ ہال ہی میں ہوا، اس نشست میں خاص طور پر کنونیر مجلس استقبالیہ اکیسواں اجلاس بورڈ و ناظر عام ندوۃ العلماء مولانا سید محمد حمزہ حسنی ندوی، صدر مجلس استقبالیہ جناب محمد سلیمان رحیم آبادی، ترجمان مجلس استقبالیہ جناب ظفر یاب جیلانی، بعض معززین شہر، ندوہ کے اساتذہ اور رضا کار طلبہ موجود تھے۔

آغاز قاری طہ اطہر ندوی کی پرسوز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ نعت نبوی کا نذرانہ مولوی توحید عالم ندوی نے پیش کیا۔ اس کے بعد دارالعلوم کے

دارالعلوم کے طلبہ نے کمال کر دکھایا۔ قارئین کو گزشتہ شمارہ سے یہ بھی معلوم ہوا ہوگا کہ شہر کی مجلس استقبالیہ کے اعزاز میں دارالعلوم کے

دارالعلوم ندوۃ العلماء میں ۱۹-۲۱ مارچ ۲۰۱۰ء کو آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کا اکیسواں اجلاس منعقد ہوا، قارئین کو مختلف ذرائع اور ”تعمیر حیات“ کے ان ہی صفحات سے معلوم ہوا ہوگا کہ یہ اجلاس کیت و کیفیت ہر اعتبار سے نہایت کامیاب رہا۔ اجلاس کی کامیابی میں فضل و توفیق خداوندی سے شہر کی مجلس استقبالیہ اور ندوہ کی داخلی انتظامیہ کمیٹی کا نمایاں کردار رہا۔ ندوہ کے ذمہ داران نے چند اساتذہ پر مشتمل ایک داخلی انتظامیہ کمیٹی تشکیل دی تھی جس کے کنونیر مولانا عبدالعزیز بھٹکی ندوی تھے، اس کمیٹی کی نگرانی میں رضا کار اساتذہ اور تقریباً دو سو طلبہ کی ایک ٹیم مہمانوں کی خدمت و ضیافت کے لئے متعین کی گئی، طلبہ نے مہمانوں کی خدمت میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی، ایر پوٹ اور اسٹیشن سے لے کر قیام گاہوں کے لئے طلبہ کی الگ الگ جماعت متعین کی گئی تھی، احساس ذمہ داری کا یہ حال تھا کہ

اجلاس عام میں جب تمام مہمانان اور اساتذہ و طلبہ شرکت کے لئے چلے گئے جب بھی چند اساتذہ اور طلبہ مہمانوں کو اسٹیشن چھوڑنے اور دیگر خدمات کے لئے موجود رہے اور اللہ کا شکر ہے کہ جملہ مہمانان گرامی طلبہ کی خدمت و سعادت مندی سے متاثر اور خوش خوش گئے اور واپسی کے بعد ذمہ داران ندوۃ العلماء کے پاس مسلسل فون آتے رہے کہ واقعی دارالعلوم کے طلبہ نے کمال کر دکھایا۔

محمد آصف خان صاحب کے یہاں تشریف لے گئے، اور وہاں سے مع رفتاء بھوپال کے راستہ لکھنؤ روانہ ہوئے، اس طرح سفر اپنے مفید اثرات کے ساتھ اختتام کو پہنچا، والحمد للہ اولاً و آخراً۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

برابر والوں اور دنیا سے متعلق لوگوں کی بات کس آسانی سے مان لیتے ہیں، لیکن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات پر عمل کرنے میں تردد و سستی کے شکار ہوتے ہیں، جب کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو ماننے کی صورت میں ہماری دنیوی صلاح اور بہتری کے ساتھ آخرت کی سعادت و فلاح بھی ہے۔

مدرسہ ریاض العلوم کھجورانہ میں طلبا کو خطاب کرتے ہوئے حضرت والا نے فرمایا: ”مدرسہ اس علاقہ میں بلند حوصلگی اور ہمت مرادانہ کے ساتھ ہمارے عزیز دوست مولانا ابوالبرکات اندوری کی انتھک کوششوں سے قائم ہوا، پھر ضروری باتوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہا کہ:

”مدرسہ اسلام کا قلعہ ہوتا ہے اس میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں بتائی جاتی ہیں، اور امت مسلمہ کے جو تقاضے ہیں ان کی فکر کی جاتی ہے مدرسہ کو مستقبل کے لحاظ سے نئی نسل تیار کرنا ہوتا ہے، اور انسان کو اللہ نے ایسا بنایا ہے کہ وہ خاندان بن جاتا ہے۔ اب وسائل و ذرائع سب ہو گئے ہیں، کہ پوری دنیا ایک محل بن گئی ہے، ایسی صورت میں مسلمانوں کی بڑی ذمہ داری بنتی ہے، امت مسلمہ کی ضرورت ہے کہ دین و دنیا دونوں کو ساتھ لے کر آگے بڑھیں، امت مسلمہ عام امتوں کی طرح نہیں، امت مسلمہ کو دونوں جہانوں کی فکر کرنی ہوتی ہے، طلبہ کی یہ ذمہ داری ہے کہ علم میں کمال پیدا کریں، اگر طالب علم محتق نہیں تو استاد کچھ نہیں کر سکتا، علم کی صلاحیت پیدا کرنے کے ساتھ تربیت و اخلاق بنانے کی بھی مشق ہونی چاہئے۔“

حضرت مولانا مدظلہ خطاب فرمانے کے بعد ڈاکٹر محمد آصف خان صاحب کے یہاں تشریف لے گئے، اور وہاں سے مع رفتاء بھوپال کے راستہ لکھنؤ روانہ ہوئے، اس طرح سفر اپنے مفید اثرات کے ساتھ اختتام کو پہنچا، والحمد للہ اولاً و آخراً۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

(بقیہ صفحہ ۲۳۳ کا)..... انسان کھانا پینا سب کچھ با ہی تعاون سے کرتا ہے، آپس میں تعاون نہیں، محبت نہیں، پریم نہیں، ہمدردی نہیں، تویہ انسان انسان کہاں رہا۔ حضرت مولانا علی میاں ندویؒ کہا کرتے تھے، ہر شخص پیسے کے پیچھے دوڑ رہا ہے کسی کو دوسرے کا خیال نہیں، سب کی بس یہی فکر کہ پیسے سے زیادہ سے زیادہ مل جائیں، اس ملک کی خصوصیت یہ رہی کہ یہاں ہر ایک اپنے ذریعہ پر عمل کرتے ہوئے دوسرے کے ساتھ ہمدردی کرتا تھا اور کام آتا تھا۔

آج بڑی ضرورت اس بات کی ہے کہ پیام انسانیت کے کام کو آگے بڑھائیں، انسانی سوسائٹی کو جنگل کی سوسائٹی نہ بننے دیں، انسانی سوسائٹی میں غمخواری، ہمدردی، تعاون اور درد ہوتا ہے۔“

جلسہ کو سرکیری کل ہند تحریک پیام انسانیت مولانا سید عبدالعزیز ندوی نے بھی خطاب کیا اور دوسرے حضرات بھی مخاطب ہوئے۔

**افشور میں دو اہم خطاب**  
اندور میں ندوۃ العلماء سے استباب رکھنے والے اور اس کے فضلاء کے قائم کردہ دو اہم ادارے ہیں:  
(۱) مدرسۃ الفلاح (۲) مدرسہ ریاض العلوم مدرسۃ الفلاح حضرت مولانا محسن اللہ ندویؒ سابق نائب ناظم ندوۃ العلماء کا قائم کردہ ہے اور ان کے صاحبزادگان اس کے ذمہ دار ہیں اسی طرح مدرسہ ریاض العلوم مولانا ابوالبرکات اندوری فاروقی کا قائم کردہ ہے اور اس کو ان کے صاحبزادگان چلا رہے ہیں۔

مدرسۃ الفلاح اندور میں ”تعمیر انسانیت میں مدارس کا کردار“ کے موضوع پر ۳۰ جنوری ۲۰۱۰ء کو جلسہ زیر صدارت حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی مدظلہ منعقد ہوا، جس میں مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی، مولانا عبدالعزیز ندوی اور سوامی لکشمی اچاریہ لکھنؤ نے شرکت کی، حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ نے اپنے خطاب میں اطاعت رسول کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہا کہ ”ہم لوگ اپنے

اپنی ذمہ داریاں ادا کرتی ہیں، ہم جتنی کوشش کریں گے اتنی ہی اللہ کی رحمت ہمیں حاصل ہوگی، ہمارے مسائل کا سب سے بڑا حل یہ ہے کہ ہماری زندگی اللہ کے حکموں سے قریب تر ہو، ہم اس بات پر خوشی کا اظہار کرتے ہیں کہ ندوہ میں منعقد کردہ ہمارا یہ اجلاس جو مسلم پرسنل لا بورڈ کا اکیسواں اجلاس تھا بڑی کامیابی کے ساتھ اختتام کو پہنچا۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ہم پوری تاریخ میں دیکھتے ہیں کہ جس نے حسن معاملہ اور حسن تدبیر سے کام لیا وہ غالب آیا، سب سے بڑی مثال یہی ہے کہ عرب جو تعلیم سے دور تھے، امام بن گئے، اور سب سے زیادہ تعلیم یافتہ سمجھے گئے۔

مولانا محمد سالم قاسمی نے اپنے کلمات صدارت میں مزید فرمایا کہ:

رپورٹ میں حالات کی ضروریات کا بڑا خیال رکھا گیا ہے، لیکن ضروریات پیدا ہوتی رہتی ہیں، اس لیے ان کا بھی خیال کرنا ہے، یہ غیر معمولی مسرت کی بات ہے کہ نہایت جامعیت کے ساتھ رپورٹ پیش ہوئی ہے، آج جو صورت حال ہے اس سے مدارس نشانے پر ہیں، ہمارے آپ کے لیے سب سے بڑا سرمایہ تو کل علی اللہ ہے، ہماری نگاہ اسباب پر نہیں مسبب الاسباب پر ہونی چاہئے۔

ایک سرمایہ دعاؤں کا سرمایہ ہے، مادی وسائل کی کمی اور اس کے اثرات سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، اللہ ہمیں آپ کو اخلاص سے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ دارالعلوم ندوۃ العلماء کو خدمات انجام دے رہا ہے اسی طرح یہ خدمات انجام دیتا رہے گا، ہم حضرت ناظم صاحب کو مبارکباد دیتے ہیں کہ ان کی نظامت میں یہ ادارہ ترقی کر رہا ہے اللہ کرے اور زیادہ۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

# MOHD. YASIN MOHD. YAMIN PERFUMERS

EXPORTERS & IMPORTERS

Tayyab Shamama	طیب شامامہ
Shamama Abid Special	شامامہ عابد اسپیشل
Amber Abid	عنبر عابد
Mushk Amber	مشک عنبر
Attar Hena	عطر حنا
Attar Gulab	عطر گلاب
Attar Keora	عطر کیوڑہ
Attar Motia	عطر موتیا
Attar Zafran	عطر زعفران
Rooh Khus	روح خس
Jannatul Firdaus	جنت الفردوس
Majmua	مجموعہ



Kannauj-209725 (U.P.)

Tel : 05694-234445, 234725, Fax : 234388  
Mobile : 09839208298 (Mohd. Furqan)  
E-mail : mymykannauj@yahoo.co.in

Moghol Nian  
Jewellers

مقبول میاں جویشی

Jutey Wali Gali, Aminabad Lucknow.  
Mob: 9956059081-9919089014

Mohd. Zubair 0522-2618629  
Mohd. Salman 09415028247  
09919091462

Sahara  
FOOTWEAR

35, Amethi House, Near Post Office, Aminabad, Lucknow-8

پرپر انٹر: ولی اللہ

ولی اللہ جویشی

WALIULLAH  
JEWELLERS

All Kinds of Gold, Silver  
& DIAMOND JEWELLERY

Mob. 9415090544, 9936672278  
Phone : 0522-2627446 (S)  
e-mail : waliullahjewellers@gmail.com

Jutey Wali Gali, Aminabad,  
Lucknow.



مبین کے قارئین کی خدمت میں

میں کے قارئین "قیمر حیات" سے گزارش ہے کہ "قیمر حیات" کے سلسلے میں رقم جمع کرنے اور غریبوں کے سلسلے میں ذیل کے پتے پر رابطہ قائم کریں، وہاں ان کو رقم جمع کرنے کی رسید مل جائے گی۔

ALAUDDIN TEA  
44, Haji Building S. V. Patel Road  
Null Bazar, Mumbai-400003  
Tele: Add Cupkettle

Ph: 23460220-23468708

CAFE FIRDOS

Partly Air Conditioned

MOGHALAI & CHINESE FOOD

Tel : 23424781-23459921

145, Sarang Street, Crawford Market, Mumbai-400003

Contact: Mr. M. Adaq 9919035867  
Mr. M. Inwan 9415757298  
Mr. Zaahar 9236726106

دیہی میڈ مردانہ ملبوسات کا قابل اعتماد مرکز

اصلی کوالٹی، جدید ترین فیشن کے ساتھ

Shirts, Trousers, Coats, Embroidered, Sherwanis, Pullovers,  
Jackets, Kurta-Suits, Night Suits, Gown & T'es.

شادی بیاہ، تہہ ہار اور تقریبات کے لئے شاندار ذخیرہ، تقریباً تمام قابل بھروسہ برانڈ

menmark®  
Ultimate Men's Clothing

MFG, Wholesale, Export & Retail  
58, Halwasia Market, Hazratganj, Lucknow. -226001

## نوید نصرت حق

اس یادگار نشست میں ایک رضا کار طالب علم **فتنار احمد قیسو** (شعبہ صحافت ولسانیت) نے اشعار کی زبان میں اپنے تاثرات پیش کیے تھے، سامعین کافی محظوظ ہوئے، قارئین کی ضیافت طبع کے لیے یہ شعری کاوش پیش خدمت ہے۔

ادب سے کلمہ توحید گنگنایا ہے  
لبوں پہ نامِ رسولِ خدا سجایا ہے  
فضا میں گونج رہا ہے جو نعرہ تکبیر  
نوید نصرت حق لے کے کون آیا ہے  
اداس چہروں کی رنگت میں دکھی آئی  
ترے خلوص نے وہ رنگ پھر جمایا ہے  
وہ کہکشاؤں کا جھرمٹ تھا شہر لکھنؤ میں  
کہ جس کے حسن پہ مہتاب کھنچ کے آیا ہے

گواہ بن گیا اجلاس پرسل لا کا  
وہ اتحاد کا منظر دلوں کو بھایا ہے  
بنایا قوم نے اس کو جو رہنما اپنا  
خود اپنی حالت خستہ پر رحم کھایا ہے  
نگاہ ناز ترے التفات کے صدقے  
نظر میں جلوہ شمعِ حرم سلایا ہے  
خوشا نصیب جنہوں نے بھی میزبانی کی  
کسی کے بندہ نوازیوں میں نام آیا ہے

تمہاری کوشش پیہم نہ رائیگاں ہوگی  
امیر شہر نے مژدہ ہمیں سنایا ہے  
بڑا حریص ہے قیصر بھی نیک نامی کا  
کنٹائی انگلی شہیدوں میں نام پایا ہے

☆☆☆☆☆

ہوئے کہا کہ ندوۃ العلماء صرف ایک تعلیمی ادارہ نہیں بلکہ یہ تربیت کا بھی ایک عظیم عالمی مرکز ہے۔ یہاں طلبہ کو علم و معرفت کے ساتھ خاص اسلامی تہذیب و ثقافت بھی سکھائی جاتی ہے، بورڈ کے اجلاس کی شاندار کامیابی نے یہ ثابت کر دیا کہ ندوۃ العلماء تعلیم و تربیت کے ساتھ اسلامی تہذیب و ثقافت کا بھی ایک عظیم نمونہ ہے، اور یہی نہیں بلکہ باہر کی دنیا میں بھی اللہ نے ندوہ کو ایسی مقبولیت عطا فرمائی جس کی مثال مشکل سے ملے گی اور یہ سب ہمارے اسلاف، محسنین و مخلصین اور بالخصوص سابق ناظم ندوۃ العلماء مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی کوششوں اور دعاؤں کا ثمرہ ہے۔

اس نشست کی نظامت مولانا محمد خالد غازی پوری ندوی نے کی، مولانا محترم نے نظامت کے دوران خطابت و سخنرانی کے جوہر دکھائے جس سے سامعین بہت محظوظ ہوئے، مولانا نے آخر میں طلبہ کی ہمت افزائی کے طور پر بڑی اچھی باتیں کہیں، اور تاریخ ندوۃ العلماء کے حوالے سے ان کو اپنے ادارہ کی روشن خدمات اور کارناموں کی جھلکیاں دکھائیں۔ آخر میں یہ تذکرہ رہ گیا کہ بعض طلبہ جنہوں نے اجلاس کے دو ہفتے قبل سے نظم و انتظام میں خصوصی حصہ لیا تھا اور بڑی سلیقہ مندی کا مظاہرہ کیا تھا ان کو انعامات سے نوازا گیا۔ صدر جلسہ کی دعاء پر یہ یادگار اور اہم نشست اختتام کو پہنچی۔ نماز عشاء کے بعد تمام حضرات کو دارالعلوم ندوۃ العلماء کے ڈائٹنگ ہال میں عشاء دیا گیا۔ اس نشست اور عشاء کے نظم و انتظام میں مولانا عبدالعزیز بھٹائی ندوی کے ساتھ اساتذہ دارالعلوم ندوۃ العلماء مولانا سلیم اللہ ندوی، مولانا فخر الدین طیب ندوی اور مولانا محمد اسلم مظاہری نے بڑی دلچسپی کا ثبوت دیا۔

☆☆☆☆☆

افزائی کرتے ہوئے کہا کہ آپ نے جو کچھ اجلاس کے تعلق سے کیا ہے یہ ہمارے اسلاف کی امانت ہے اور انہوں نے جس طرح اس کارواں کو نیک نامی کے ساتھ آگے بڑھایا ہے اب یہ ذمہ داری آپ کی ہے کہ آپ اس کو لے کر آگے بڑھیں اور اس کی آواز کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچائیں۔ جناب ظفر یاب جیلانی نے ندوہ اور یہاں کے خاص تربیتی و ثقافتی ماحول کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے ندوہ کے اندر بڑے بڑے اجلاس منعقد ہوتے ہوئے دیکھا ہے اور اس سے قبل یہ غلط فہمی تھی کہ مدرسہ کے طلبہ خاطر خواہ انتظام کہاں کر سکتے ہیں اور مہمانوں کی خدمت وہ اس طرح کہاں کر پائیں گے لیکن اس اجلاس میں میری یہ غلط فہمی دور ہوئی اور یہ یقین ہو گیا کہ مدرسہ کے طلبہ جس اخلاص و لگن کے ساتھ خدمت کر لیتے ہیں ویسی خدمت کوئی دوسرا نہیں کر سکتا اس کے لئے میں ان تمام اساتذہ اور طلبہ کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں جنہوں نے اس اجلاس کی کامیابی میں حصہ لیا۔ جناب محمد سلیمان رحیم آبادی نے اساتذہ و طلبہ کی خدمت گزار کی تعریف اور اس سلسلہ میں ندوہ کے امتیاز کو بیان کرنے کے بعد کہا کہ جو باتیں ظفر یاب صاحب نے کہی ہیں اور آج آپ حضرات کے سامنے جس غلط فہمی کا اظہار کیا ہے میں بھی اسی غلط فہمی میں مبتلا تھا، اور کھل کر یہ بات کہ رہا ہوں کہ میں نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں پڑھا ہے اور "اسٹوڈنٹس یونین" میں بھی شریک رہا ہوں اس لئے میں تجربہ کی بنیاد پر کہ رہا ہوں کہ جو کام طلبہ نے کیا ہے اور جو نقش مہمانوں کے دلوں پر چھوڑا ہے اس کی کوئی مثال نہیں اور آج کے مادی دور میں کسی اور سے یہ توقع بھی نہیں کی جاسکتی

آخر میں صدر جلسہ نے بڑا پر جوش خطاب فرمایا، انہوں نے اپنی تقریر کا آغاز عربی کے ایک شعر "یا حبذا دارالمجدد دار ندوتنا" سے کرتے